﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر احمد قمر

جلد ۲ جمعۃ المبارک ۳ نومبر ۱۹۹۵ء شمارہ ۴۴

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوش حالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا

”وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے۔ وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا۔ کاش جو میں نے دیکھا ہے لوگ دیکھیں اور جو میں نے سنا ہے وہ سنیں اور قصوں کو چھوڑ دیں اور حقیقت کی طرف دوڑیں۔ وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے۔ وہ میل اتارنے والا پانی جس سے تمام شکوک دور ہو جاتے ہیں، وہ آئینہ جس سے اس برتر ہستی کا درشن ہو جاتا ہے، خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں جس کی روح میں سچائی کی طلب ہے وہ اٹھے اور تلاش کرے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر روحوں میں سچی تلاش پیدا ہو اور دلوں میں سچی پیاس لگ جائے تو لوگ اس طریق کو ڈھونڈیں اور اس راہ کی تلاش میں لگیں۔ مگر یہ راہ کس طریق سے کھلے گی اور حجاب کس دوا سے اٹھے گا۔ میں سب طالبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اسلام ہی ہے جو اس راہ کی خوش خبری دیتا ہے۔ اور دوسری قومیں تو خدا کے الہام پر مدت سے مہر لگا چکی ہیں۔ سو یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے مہر نہیں بلکہ محرومی کی وجہ سے انسان ایک حیلہ پیدا کر لیتا ہے۔ اور یقیناً یہ سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں میں جوان تھا اب بوڑھا ہوا مگر میں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو“۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ [مطبوعہ لندن] صہ ۴۴۲، ۴۴۳)

اللہ کا نور ایک لطیف تر چیز ہے جو ہر قسم کے تموج سے بالا ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

لندن (۲۷ اکتوبر) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے سورہ النور کی آیات ۳۶ اور ۳۷ کی تلاوت کرنے کے بعد ان کے حوالہ سے صفات باری تعالیٰ کے مضمون کے تسلسل میں اللہ تعالیٰ کی صفت ”نور“ کے مختلف پہلوؤں سے بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ عموماً تصور یہ ہے کہ جسے ہم روشنی کہتے ہیں وہ نور ہے۔ یہ درست ہے کہ نور کے ایک معنی کے تابع یہ ساری روشنیاں آتی ہیں مگر جب اللہ تعالیٰ کے نور کی بات ہو تو ان روشنیوں کے حوالہ سے اسے سمجھانا مشکل ہو جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ نور الٰہی کی کنہہ میں فی ذاتہ چمکنا نہیں ہے۔ ایک تو ظاہر نور ہے لیکن کچھ نور ہے جو باطن ہے، جو ہر چیز کی اصل وجہ ہے، جس سے ہر چیز پیدا ہوتی ہے، یہ وہ نور ہے جسے انسان اپنی عام آنکھ سے دیکھ ہی نہیں سکتا اور یہی اصل نور ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی مثال دیتے ہوئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر فرمایا ہے اور ایک ایسے انداز میں جس سے نور کی وہ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے جس کا ارتقاء سے تعلق ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس پہلو سے بعض مثالوں کے ساتھ بڑے سائنٹیفک انداز میں نور کے مضمون کی وضاحت فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اصل نور اللہ تعالیٰ کی ذات ہے یا وہ جو اس کی ذات سے پھوٹتا ہے اور جسے ہم نور سمجھتے ہیں وہ اس نور صفات سے بعض مشابہتیں رکھتا ہے لیکن اصل نور کو دیکھا نہیں جا سکتا۔ اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ایک حدیث بھی بیان فرمائی جس میں ذکر ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے اللہ کو دیکھا ہے؟ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ اس حدیث سے بھی پتہ چلا کہ اللہ کا نور آنحضرتؐ کے عرفان کے مطابق ظاہری نور نہیں تھا۔ حضور نے فرمایا کہ نور کا دکھائی نہ دینا اس کے عدم کی دلیل نہیں بلکہ بسا اوقات یہ بات عظیم تر ہو جاتی ہے۔ نور جو دنیا میں جلوہ گر ہے اس کا اکثر حصہ ایسا ہے جو دکھائی نہیں دیتا۔ حضور نے فرمایا کہ کائنات پر غور کئے بغیر آپ نور السماوات والارض کے مضمون کو نہیں سمجھ سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ جو کائنات کے اندر متحرک روح ہے وہ نور نہیں بلکہ نور اللہ ان سے پرے کوئی لطیف تر چیز ہے جو ہر قسم کے تموج سے بالا ہے۔

مختصرات

الحمد للہ کہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل سے استفادہ کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ احمدی احباب کے علاوہ غیر از جماعت احباب میں بھی پروگراموں کی افادیت کے پیش نظر .M.T.A دیکھنے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ پروگراموں میں مرکزی حیثیت ایسے پروگراموں کو حاصل ہے جن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شمولیت فرماتے ہیں۔ خطبہ جمعہ کے علاوہ (جو ہر جمعہ کے روز مسجد فضل لندن سے بعد دوپہر ڈیڑھ بجے براہ راست پیش کیا جاتا ہے) دو روز قرآن مجید کا سلیس ترجمہ اور مختصر تفسیر، دو روز ہومیو پیتھی طریقہ علاج کی کلاسز، ایک روز اردو میں عمومی سوال و جواب، ایک روز بچوں کے ساتھ بے تکلفانہ کلاس اور ایک روز انگریزی دان احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب۔ یہ سب پروگرام ”ملاقات“ کے عنوان سے ناظرین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں اور اسی کا ہفتہ وار خلاصہ اس کالم میں درج کیا جاتا ہے۔

ہفتہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء.

ہفتہ کے روز بچوں کی کلاس ہوتی ہے۔ آج ایک گزشتہ کلاس دوبارہ دکھائی گئی کیونکہ ناصرات الاحمدیہ کے اجتماع کی وجہ سے آج کلاس منعقد نہیں ہوئی۔

اتوار ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۵ء.

انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس سوال و جواب ہوئی سوالات یہ تھے.

☆ ”ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ“ کے حوالے سے سوال کہ فرشتوں کا نزول کس طرح ہوتا ہے؟

☆ اسلامی جہاد کا حقیقی مفہوم کیا ہے اور اس کی شرائط کیا ہیں؟

☆ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

☆ نبی، امام مہدی اور مسیح میں کیا فرق ہے؟

☆ بعض غیر احمدی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں جبکہ احمدیوں کا یہ طریق نہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

سوموار ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۵ء.

پروگرام کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہومیو پیتھی کی کلاس نمبر ۱۱۴ لی۔ آج گزشتہ قریبی دنوں میں پڑھائی ہوئی چند دواؤں کی خاص خاص باتیں دوبارہ بیان فرمائیں۔

منگل ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۵.

آج ہومیو پیتھی کی کلاس نمبر ۱۱۵ حضور انور نے لی۔ اس کلاس کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدیوں کو شہد پر تحقیق کرنے کی تحریک فرمائی۔ نیز بتایا کہ شہد ایک چیز نہیں بلکہ پھلوں، پھولوں کے مختلف رس اور مختلف علاقوں کے لحاظ سے اس کی بے شمار اقسام اور رنگ ہیں۔ اسی وجہ سے اسے ”شفاء للناس“ فرمایا گیا ہے۔

بدھ و جمعرات، ۱۸ و ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۵ء.

ہر بدھ اور جمعرات کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ترجمۃ القرآن کلاس لیتے ہیں۔ جس میں قرآن کریم کا آسان فہم ترجمہ اور ضروری مقامات کی تفسیر بیان فرماتے ہیں۔ ان دو دنوں میں علی الترتیب سورہ الاعراف کی آیت نمبر ۲۷ تا ۳۳ اور آیت نمبر ۳۴ تا ۴۱ کا ترجمہ سکھایا۔ یہ کلاسز نمبر ۸۷ اور ۸۸ تھیں۔

بدھ کے روز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیت ”کلوا واشربوا ولا تسرفوا“ کے تحت Dieting کے متعلق تفصیلاً بیان فرمایا۔ نیز فرمایا کہ آج کل جو ڈائٹنگ کی جاتی ہے وہ درست نہیں ہے۔ ان آیات کی روشنی میں حضور نے ڈائیٹنگ کے متعلق اسلامی تعلیم بیان فرمائی۔ ڈائیٹنگ کرنے والوں کے لئے اس کا سننا فائدہ کا موجب ہو گا۔

جمعۃ المبارک ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۵.

اردو بولنے والے احباب کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس سوال و جواب ہوئی۔ سوالات یہ تھے.

☆ غیر احمدیوں سے تبلیغی بات چیت کے وقت یہ بات سامنے آئی ہے کہ بہت سے غیر احمدی یہ کہہ کر مزید بات چیت سے گریز کرنا چاہتے ہیں کہ مذہب تو ہر شخص کا اپنا اپنا ہوتا ہے۔ آپ بھی ٹھیک ہیں اور ہم بھی ٹھیک ہیں۔ مزید بحث سے کیا فائدہ؟ ایسے لوگوں کی بات کا کس رنگ میں جواب دینا چاہئے؟ باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر

اداریہ

جاہل کون ہے؟ مؤحد مومنین یا منکرین نبوت

معاندین احمدیت کی "سرتوڑ کوششوں کے باوجود" جماعت احمدیہ مسلمہ کی روزافزوں غیر معمولی ترقی اور عالمگیر روحانی فتوحات سے صف دشمن میں ایک بھاگڑ مچ گئی ہے۔ انہیں نظر آرہا ہے کہ اب وہ احمدیت کی ترقی کو روک نہیں سکتے اور ان کا دجل اور فریب اب زیادہ دیر نہیں چل سکتا۔ رفتہ رفتہ دنیا پر ان کے جھوٹ اور افتراء کا پردہ فاش ہوتا جا رہا ہے۔ اور احمدیت کی صداقت روشن سے روشن تر ہو کر آفتاب عالمتاب کی طرح دنیا بھر میں پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ ان معاندین ملاؤں کو اپنی سرتوڑ کوششوں کی ناکامی ونامرادی کا اعتراف بھی ہے لیکن تکبر کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے احساس شکست کو چھپانے کے لئے مزید جھوٹ تراشنے اور معصوموں پر ظلم کے بہانے تلاش کرنے میں مصروف ہیں۔ ان کی موجودہ کیفیت پر تو "یتخبطہ الشیطان من المس" کا مضمون صادق آرہا ہے۔ چنانچہ ایک معاند احمدیت "امت مسلمہ کی سرتوڑ کوششوں کے باوجود" احمدیت کی ترقی اور پھیلاؤ کے اعتراف کے بعد اپنی شکست ونامرادی کے احساس کو کم کرنے کے لئے لکھتا ہے کہ:

"..... ان کا رخ اور کوششیں ایسے ملکوں اور علاقوں میں صرف ہو رہی ہیں جو ان سے قطعی ناواقف ہیں۔ افریقی ممالک میں آباد مسلم وغیر مسلموں میں عام جہالت قادیانیوں کے لئے اپنے گمراہ عقائد وافکار پھیلانے میں متعاون ثابت ہو رہی ہے۔ ....."۔

عجیب تضاد بیانی ہے ایک طرف تو انہیں اعتراف ہے کہ احمدی ان کی "سرتوڑ کوششوں کے باوجود" کامیابی پا رہے ہیں اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ "عام جہالت" احمدیوں کے عقائد کو پھیلانے میں متعاون ثابت ہو رہی ہے۔ اگر آپ کے پاس صداقت تھی تو آپ کی کوششوں کو کامیاب ہونا چاہئے تھا۔ آپ کے پاس دلائل تھے، علم تھا تو آپ کو ترقی نصیب ہونی چاہئے تھی۔ مگر آپ کی سرتوڑ کوششوں کی ناکامی اس بات پر شاہد ہے کہ آپ کے پاس جھوٹ اور گالیوں کے سوا کچھ نہیں اور جھوٹ کا مقدر ہمیشہ ناکامی ونامرادی ہی ہوا کرتا ہے۔ واضح ہو کہ جماعت احمدیہ دعوت الی اللہ کا جہاد صرف افریقہ یا یورپ میں ہی نہیں کر رہی بلکہ چہار دانگ عالم میں اس عظیم جہاد میں مصروف ہے۔ نہ برصغیر اس سے باہر ہے اور نہ ایشیا کے دوسرے ممالک، نہ امریکہ اور نہ آسٹریلیا۔ اور آپ کو یہ کس نے وہم ڈالا ہے کہ جماعت احمدیہ صرف افریقہ میں پھیل رہی ہے۔ احمدیت تو خدا کے فضلوں کے ساتھ اور اس کی تائید سے مؤید ہر براعظم میں مسلسل آگے قدم بڑھا رہی ہے۔ اور سعید فطرت انسان خواہ وہ افریقہ کے ہوں یا یورپ کے، مشرق کے ہوں یا مغرب کے، سیاہ ہوں یا سفید وہ جوق در جوق اس الٰہی سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں۔

آپ نے ان قبول حق کرنے والوں کی طرف جہالت کو منسوب کر کے انہیں معمولی اور حقیر قرار دیا تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کے متبعین کو بھی ان کے مخالفین یہی کہا کرتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو بھی ان بڑے لوگوں نے جنہوں نے ان کی قوم میں سے کفر کیا تھا یہی کہا تھا کہ "ومانراک اتبعک الا الذین ھم اراذلنا بادی الرای" (سورہ ھود: ۲۸) ۔ کہ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ تیرے پیروکار صرف وہ لوگ ہیں جو سرسری نظر میں حقیر ترین ہیں۔ اور اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ "وما انا بطارد الذین آمنوا۔ انھم ملاقوا ربھم ولکنی اراکم قوما تجھلون" (سورہ ھود: ۳۰) ۔ کہ میں ان لوگوں کو جو مجھ پر ایمان لائے ہیں ہرگز نہیں دھتکاروں گا۔ وہ تو اپنے رب سے ملنے کا (شرف پانے) والے ہیں لیکن میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم جاہل لوگ ہو۔

آپ نے ان لوگوں کو جو احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہو کر خدائے واحد ویگانہ کی توحید اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں، عام جہالت میں مبتلا قرار دیا ہے۔ جبکہ آپ وہ لوگ ہیں جن کا احمدیوں سے مطالبہ ہے کہ وہ کلمہ نہ پڑھیں، اذان نہ دیں، اور یہ گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور اس جرم میں احمدیوں کو طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور جیلوں میں ٹھونسا جاتا ہے کہ وہ خدا کی توحید کا اقرار کیوں کرتے ہیں۔ ایسے ہی مطالبے پہلے بھی خدا کے رسول سے کئے گئے تھے اور اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تو ان سے کہہ دے "افغیر اللہ تامرونی اعبد ایھا الجاھلون" کیا تم مجھے یہ حکم دیتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں۔ اے جاہلو!۔

اے کاش کے آپ لوگ ان سعید فطرت مومنین کی طرف جہالت کو منسوب کرنے سے پہلے قرآن کے آئینہ میں اپنی تصویر کو دیکھنے کی توفیق پاتے اور دیکھتے کہ اللہ کی نظر میں کون جاہل ہے؟ آپ کو اپنے علم پر گھمنڈ ہو گا لیکن یاد رکھئے کہ آسمان سے نازل ہونے والی صداقت کو قبول کرنے والے ہی حقیقت میں اہل علم وحکمت ہوتے ہیں اور وہی ہیں جو دنیا کے معلم اور رہبر بنائے جاتے ہیں۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ انکار فیضان نبوت کی وجہ سے ایک ابوالحکم کہلانے والا رہتی دنیا تک کے لئے ابوجہل قرار پایا۔ اور وہ غلامان خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں وہ جاہل اور نادان اور ذلیل وحقیر سمجھتا تھا دنیا بھر کے استاد اور معلم اور رہنما بنا دیئے گئے۔ اور آج بھی وہ ستاروں کی طرح روشن ہیں اور بھولے بھٹکوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا موجب۔

دعا کرتے رہو اور کراتے رہو

دعا کرتے رہو اور کراتے رہو (-) طبیعت پر جبر کر کے جو کام کیا جاتا ہے ثواب اسی کا ہوتا ہے اور اسی کا نام نفس لوّامہ ہے کہ طبیعت آرام کرنا چاہتی ہے اور محبوبات نفسانی کی طرف کھچی جاتی ہے۔ مگر بزور اسے مغلوب کر کے خدا کے احکام کے ماتحت چلاتا ہے اس لئے اجر پاتا ہے۔ ثواب کی حد نفس لوّامہ تک ہی ہے اور اسے ہی خدا نے پسند کیا ہے۔ چنانچہ "کلام الٰہی" میں بھی قسم نفس لوّامہ کی ہی خدا نے کھائی ہے۔ مطمئنہ کی نہیں۔ مطمئنہ میں جا کر ثواب نہیں رہتا۔ کیونکہ وہاں کوئی کشاکشی اور جنگ نہیں۔ وہ تو امن کی حالت ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

احادیث النبی ﷺ

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ : قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ: اِنَّ ھُنَا اَقْوَامًا حَدِیْثًا عَھْدُ ھُمْ بِشِرْکٍ یَاْتُوْنَا بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِیْ یَذْکُرُوْنَ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْھَا اَمْ لَا، قَالَ: اُذْکُرُوْا اَنْتُمْ اِسْمَ اللّٰہِ وَ کُلُوْا۔ (بخاری کتاب التوحید۔ باب السؤال اللّٰہ تعالیٰ والاستعاذۃ بہ)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہؓ نے دریافت کیا کہ کچھ لوگ جو شرک سے نئے نئے نکلے ہیں وہ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں اور ہمیں علم نہیں کہ انہوں نے (جانور کو ذبح کرتے وقت) بسم اللہ پڑھی بھی یا نہیں (کیا ہم گوشت کھا سکتے ہیں؟)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم خود اس پر بسم اللہ پڑھ لو اور بخوشی کھاؤ۔

خالی نہیں جاتیں کبھی مظلوم کی آہیں

(حضرت حافظ مختار احمد شاہجہانپوریؓ)

اے نالہ خاموش، خدا تجھ کو جزا دے
افلاک سے بڑھ عرش معلّٰی کو ہلا دے

اے چشم ستم دیدہ وہ طوفان بپا کر
جو دیدہ سفاک کو بھی خون رلا دے

اے دل تو لہو بن کے مری آنکھ سے ڈھل جا
چمکا ہوا رنگ رخ آفاق اڑا دے

اے خون جگر سینے میں کھول اور ابل جا
اک جوش جنوں خیز رگ و پے میں رچا دے

اے عقل رسا اور ترا اب نہیں کچھ کام
دیوانوں کی فہرست میں اک نام بڑھا دے

گزرا ہے جو نظروں سے وہ بھولیں نہیں نظریں
گزری ہے جو دل پر اسے دل کیسے بھلا دے

خود میرے محافظ ہی نے چھینی مری دولت
یہ طرفہ ستم کیوں نہ مری جان جلا دے

رگ رگ میں تپ غم سے لہو کھول رہا ہے
منہ تکتے ہیں حسرت سے مرا میرے ارادے

مخلوق نے انصاف کی توقیر گھٹا دی
اللہ مرا حوصلہ ضبط بڑھا دے

صد حیف کہ کمزور کو بے وجہ زبردست
اک تختہ مشق ستم و جور بنا دے

کیا جرم ہے کیا میں نے بگاڑا ہے کسی کا
کچھ میری خطا بھی تو کوئی مجھ کو بتا دے

اک میں ہی تو دیوانہ آئین وفا تھا
اللہ، مجھی کو وہ غم ہوش ربا دے

آتے ہی مرا ذکر بدل جاتی ہے تیوری
اب کیا کہوں اللہ ان آنکھوں کو حیا دے

حق کا تو زبردست گلا گھونٹ چکا ہے
کمزور کو برداشت کی توفیق خدا دے

پاکیزگی نفس ہے اک نعمت عظمیٰ
لیکن یہ اسی کے لئے ہے جس کو خدا دے

کل تک تو میں وہ تھا جو ہے مشہور، مگر آج
جو چاہے وہ اس کا لب الزام بنا دے

تقصیر بھی کچھ ہے کہ نہیں اس سے غرض کیا
شائق جو سزا دینے کا ہو کیوں نہ سزا دے

یونہی سہی میں فاتحہ خیر تو پڑھ دوں
انصاف کو گاڑا ہے کہاں، کوئی بتا دے

خالی نہیں جاتیں کبھی مظلوم کی آہیں
کوئی یہ اس انصاف کے پتلے کو بتا دے

یوسف تو اسیری میں بھی یوسف ہی رہے گا
لیکن اسے کیا کہئے جو یوسف کو سزا دے

ہے بہر سزا جرم کا اثبات بھی لازم
الزام تو جس پر بھی جو چاہے وہ لگا دے

اے وہ کہ نظر بندی یوسف سے ہے شاداں
دنیا کو ذرا دامن یوسف بھی دکھا دے

رہتا ہے عیاں ہو کے ہی فرق حق و ناحق
گو کوئی اسے کتنے ہی پردوں میں چھپا دے

اللہ رے پاکیزگی دامن یوسف
شرمندہ زلیخا ہو عزیز آنکھ جھکا دے

اے دل یہ تری نظم تو احباب نے سن لی
اک نظم اسی دھن میں خدا کو بھی سنا دے

جو دیکھنے والے ہیں وہ یہ دیکھ لیں مختار
تو نظم پڑھے داد تجھے تیرا خدا دے

جب تک انسان موت کا احساس نہ کرے وہ نیکیوں کی طرف جھک نہیں سکتا

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

احمدی مسلم خواتین کی

عظیم الشان قربانیوں کی دلگداز داستان

"جو انتہائی شدید خطرات کے وقت بھی بڑی دلیری اور ہمت کے ساتھ ان کا مقابلہ کرتی رہیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کی، خواہ اس کے نتیجہ میں ان کو بڑی سے بڑی قربانی دینی پڑی"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا خواتین سے خطاب

بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی۔

بتاریخ ۲۶ اگست ۱۹۹۴ء مطابق ۲۶ ظہور ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام ناصر باغ (گروس گیراؤ۔ جرمنی)

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطاب کا آغاز فرمایا۔

چونکہ بعض خواتین باتیں کر رہی تھیں اس وجہ سے ان کا بہت شور بلند ہو رہا تھا، حضور ایدہ اللہ نے منتظمات کو اس طرف توجہ دلانے کے بعد فرمایا۔

گزشتہ ایک دو سال سے میرا یہ دستور ہے کہ جلسہ سالانہ یو۔ کے سے عورتوں کے خطاب میں جو مواد بچتا ہے وہ میں جرمنی کے جلسے میں پیش کر دیتا ہوں کیونکہ ایک دفعہ اس مواد کو بیان کرنا ممکن نہیں۔ وقت تھوڑا ہوتا ہے اور بانٹ کر بات کرنی پڑتی ہے۔ تو کچھ وہاں جلسہ سالانہ یو۔ کے میں جو باتیں تھیں ان کا بقیہ حصہ میں آپ کے سامنے رکھنے لگا ہوں۔

مضمون کا عنوان ہے "احمدی خواتین کی عظیم الشان قربانیاں" اور گزشتہ جلسہ سالانہ یو۔ کے۔ پر میں نے عموماً ان خواتین کا ذکر کیا تھا جن کے قریبی شہید ہوئے یا باپ شہید ہوئے یا بھائی یا بیٹے۔ اپنی آنکھوں سے وہ واقعات دیکھے یا قریب ہی تھیں اور ان تک پہنچنے کی طاقت نہیں تھی۔ لیکن بہت گہرے صدمے میں سے وہ خود گزری ہیں اور کیا ان کے دلوں پر کیفیات گزریں، کس طرح انہوں نے صبر کی توفیق پائی، بہت ہی دردناک واقعات تھے جن کا میں نے گزشتہ جلسے پر ذکر کیا تھا، یعنی یو۔ کے۔ کے جلسے پر۔ اب آپ کے لئے نسبتاً کم درجے کے واقعات چنے ہیں، یعنی شہداء کے ذکر کے نہیں بلکہ احمدی خواتین جب فسادات میں سے گزریں اور مختلف ملک کے حصوں میں ان فسادات نے کیا شکل اختیار کی۔ بے سہارا احمدی خواتین اور چھوٹے چھوٹے بچوں پر کیا گزری۔ ان کی زبان ہی سے یہ باتیں میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تا کہ آپ کو معلوم ہو کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کتنی عظیم قربانیوں کے ساتھ لکھی جا رہی ہے۔ یا شہداء کا خون ہے جو جماعت احمدیہ کی قربانیوں کے لئے یعنی آسمان پر جماعت احمدیہ کی قربانیاں لکھنے کے لئے روشنائی کا کام دیتا ہے یا مظلوم اور بے سہارا عورتوں کی دعاؤں میں گرنے والے آنسو ہیں جن سے یہ کہانی رقم ہو رہی ہے۔ مگر یہ جماعت کا ایک ایسا عظیم سرمایہ ہے جسے ہمیشہ محفوظ رکھنا چاہئے اور احمدی خواتین کو اپنی ان بزرگ خواتین سے ہمیشہ سبق لینا چاہئے جو انتہائی شدید خطرات کے وقت بھی، بڑی دلیری اور ہمت کے ساتھ ان کا مقابلہ کرتی رہیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کی، خواہ اس کے نتیجے میں ان کو بڑی سے بڑی قربانی دینی پڑی۔

چند واقعات جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ان میں سے کچھ مختصر ذکر کروں گا کیونکہ واقعات بہت زیادہ ہیں لیکن خلاصۃً بات کرتے ہوئے آہستہ آہستہ ایسے واقعات کی طرف بڑھوں گا جو غیر معمولی طور پر دل پر اثر کرنے والے ہیں۔

☆ ایک احمدی خاتون جو بیت ناصر آباد کی صدر لجنہ اماء اللہ ہیں وہ لکھتی ہیں کہ، گزشتہ سے پیوستہ سال دشمنوں نے ان کو گھیرے میں لے لیا اور زدوکوب کرنے لگے بار بار یہ کہتے تھے کہ کلمہ پڑھو، کلمہ پڑھو۔ وہ کہتی ہیں کہ میں جب کلمہ سناتی تھی تو پھر مجھ پر مکوں اور گھونسوں کی بارش شروع ہو جاتی تھی اور کوئی تھپڑ مارتا تھا اور کوئی اور کوئی جو بھی ہاتھ میں چیز تھی اس سے تکلیف پہنچاتا تھا یہاں تک کہ میں نڈھال ہو گئی اور مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ میں کیا کروں۔ کیونکہ وہ کہتے تھے کلمہ پڑھو اور میں کلمہ پڑھتی تھی تو آخر بات یہ کھلی کہ کہتے ہیں کہ یہ کلمہ تو ہمارا ہے، تم اپنا کلمہ پڑھو اور چونکہ ہمارا الگ کلمہ ہی کوئی نہیں اس لئے ان کا دماغ اس طرف جا ہی نہیں سکتا تھا کہ میں الگ کلمہ کون سا پڑھوں۔ غرضیکہ اسی حالت میں یہ کہتی ہیں کہ آخر انہوں نے مجھ پر یہ بات کھولی کہ اگر کلمہ پڑھنا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ جو کچھ بھی کرنا ہے کر گزرو مگر میں تو کلمہ پڑھوں گی اور میرے کلمہ میں کسی کو گالیاں دینا شامل نہیں ہے۔

☆ لجنہ اماء اللہ بہاولپور کی صدر لکھتی ہیں کہ ۱۹۵۷ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ ۱۹۶۵ء میں میری شدید مخالفت شروع ہو گئی۔ محلے کے لوگوں نے بہت سختی کی۔ ایک بار انہوں نے گھر آ کر انہیں مارا پیٹا۔ باہر لوگ اکٹھے کر لئے جو باہر نعرے لگا رہے تھے اور مجھے قتل کی دھمکیاں دے رہے تھے۔ خوف کی وجہ سے کہتی ہیں میں نے اپنے خاوند اور بیٹے کو باہر بھجوا دیا تھا تا کہ وہ زندہ بچ جائیں لیکن خود اپنے چھوٹے بچوں کو ساتھ لے کر وہیں بیٹھی رہی۔ ۱۹۷۵ء میں پھر یہ جوش دوبارہ ابلا تو بڑے زور سے سارے محلے والوں نے ہم پر سختی شروع کر دی اور رات کے وقت مل کر حملہ کیا۔ کہتی ہیں کہ میرے خاوند کو گھسیٹ کر مسجد میں لے گئے اور بہت مارا پیٹا اور بار بار سختی کی۔ میرا سارا زیور چھین لیا اور جو پلاٹ تھا اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ میں نے سب کچھ بڑی ہمت اور حوصلے سے برداشت کیا اور یہ عہد کر لیا کہ اگر یہ مجھے آگ میں بھی ڈال دیں گے تو احمدیت کو نہیں چھوڑوں گی چنانچہ دعائیں مقبول ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے بالآخر ان ظالموں سے مجھے نجات بخشی۔

☆ ہاجرہ تبسم صاحبہ صدر لجنہ قصور بیان کرتی ہیں کہ ۷۴ء میں قصور شہر کے تمام احمدی گھروں پر پہرہ لگا دیا گیا کہ کوئی کھانے کی چیز ان تک نہ پہنچ سکے۔ نہ پینے کا پانی، نہ دودھ، نہ کوئی کھانے کی چیز۔ ایک دن کارپوریشن کا عملہ پانی کا پائپ کاٹنے کے لئے بھی آ گیا اور انہوں نے کہا کہ تم پانی پر زندہ ہو ہم یہ پانی بھی بند کریں گے۔ ان سے ان کی لمبی گفتگو ہوئی اور انہوں نے قتل کی بھی دھمکیاں دیں۔ آخر اس نے کہا کہ دیکھو تم ایک خون کی بات کر رہے ہو یہاں جو کچھ بھی ہے سب حاضر ہے۔ تم ہمارے خون کی ندی بہا دو گے تب بھی ہم اپنے دین اور ایمان کو نہیں چھوڑیں گے۔ میں حاضر ہوں، میرے بچے حاضر ہیں، جو کرنا ہے کر گزرو۔ وہ کہتی ہیں اس بات کا ان پر ایسا اثر پڑا کہ وہ عملہ جو باقاعدہ اس غرض سے بھجوایا گیا تھا کہ پائپ کاٹ دیں، بغیر پائپ کاٹے واپس چلا گیا۔ اور یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ یہ لوگ اپنے عقیدے سے ٹلنے والے نہیں ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ جو کچھ بھی کرنا ہے بے کار ہے، اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ اس کے باوجود بیس دن تک مسلسل ناکہ بندی جاری رہی۔

☆ امۃ الحمید صاحبہ لکھتی ہیں کہ ۱۹۷۴ء میں مخالفین نے جلوس کی شکل میں فیصل آباد کے احمدی گھروں کا رخ کیا اور میرے میاں اور چار بیٹے نماز مغرب کے لئے ایک فرلانگ پر گئے ہوئے تھے اور گھروں میں میں اور میری چار معصوم بیٹیاں تھیں۔ میں خود بیمار تھی، ہم دوسری منزل پر چلے گئے۔ مردوں کی طرف سے بہت فکر مند تھے۔ میری بیٹی جو نسبتاً بڑی تھی وہ گھبرا کر نکلی اور پانچ فٹ کی دیوار پھلانگ کر ہمسائی سے جا کے منتیں کیں۔ اس کو رحم آیا تو وہ ساتھ لے کر جہاں میرے میاں اور بچے تھے ان کو اطلاع دینے پہنچ گئے۔ کہتی ہیں میں جلوس سے محو گفتگو تھی اور مسلسل ان کی باتوں کا جواب دے رہی تھی۔ جب ان کے پاس اور باتیں کرنے کی نہ رہیں، کوئی دلیل نہ رہی تو آخر انہوں نے فیصلہ کیا کہ نماز عشاء کے بعد بڑا جلوس اکٹھا ہو اور اینٹوں اور پتھروں کی بارش کی جائے۔ چنانچہ رات کے اندھیرے میں بہت خوفناک آوازوں کے ساتھ انہوں نے ہمارے مکان پر حملہ کیا۔ ہر طرف سے اینٹوں اور پتھروں کی بارش برسا دی اور مجبور کیا میرے میاں اور بیٹے کو کہ باہر نکلیں اور کلمہ شہادت سنائیں۔ چنانچہ ان کے کہنے میں آ کر وہ باہر نکلے اور اس پر انہوں نے ان کو مارنا شروع کیا۔ اور ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے کہ کلمہ پڑھو۔ پھر وہی بات جب کلمہ پڑھتے تھے تو کہتے تھے یہ کلمہ تو کافی نہیں ہے مسلمان بنانے کے لئے، تم مرزا صاحب کو گالیاں دو۔ چنانچہ انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو اس سے پہلے خاتون نے دیا تھا کہ گالیوں والا کلمہ میں نہیں جانتا۔ جو کلمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ ہے وہ پڑھ کر سناؤں گا۔ وہی پڑھوں گا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہوں گا۔ چنانچہ ان کو ادھ موا چھوڑ کر جب وہ چلے گئے تو کہتی ہیں بڑی مشکل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل فرمایا اور ہم بچ گئے۔ آخری کوشش انہوں نے یہ کی کہ ہمیں زندہ اپنے مکان میں جلا دیں لیکن تیل چھڑکنے کے باوجود، بار بار اس کو شعلے دکھانے کے باوجود کوئی ایسی بات ہوئی کہ مکان کو آگ نہیں لگ سکی۔ چنانچہ ایسی حالت میں ہی ٹوٹے ہوئے دروازوں اور کھڑکیوں کے ساتھ ہم نے رات بسر کی اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ ہمیں ان کے چنگل سے نجات بخشی۔

☆ نسیم اختر صاحبہ اہلیہ ولایت خان صاحب بیان کرتی ہیں کہ جب چک سکندر پر حملہ ہوا تو حملہ آوروں نے احمدی گھرانوں کو آگ لگانا شروع کر دی۔ ہمارے گھر آئے تو گھر کی کھڑکیاں، دروازے انہوں نے توڑ دیئے۔ سارا سامان باہر نکال کر جلا دیا۔ کچھ لوٹ کر لے گئے۔ ہم لوگ گھر کے پچھلے کمرے میں تھے۔ وہ لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے، ان کو یہیں زندہ جلا دو۔ جب وہ لوگ سامان جلا رہے تھے تو میری زبان سے کلمہ طیبہ کے الفاظ نکل رہے تھے۔ ایک لڑکا قرآن پاک کو آگ میں پھینکنے لگا تو اس وقت مجھ سے برداشت نہ ہوا۔ میں بھاگ کر بے خطر اس کی طرف جھپٹی اور کہا دیکھو قرآن نہ پھینکو۔ وہ آگے بڑھا اور میرے منہ پر تھپڑ مارنے لگا۔ میں نے اپنا منہ آگے کر دیا اور کہا کہ دیکھو تھپڑ ضرور میرے مار لو، جتنے چاہو مار لو مگر قرآن پاک کو کچھ نہ کہو۔ مگر اس ظالم نے اس کے باوجود جلتی آگ میں قرآن پھینک دیا۔ ظالم آگ میں سامان ڈالتے اور کہتے اب تمہارا مرزا ہی ہے جو تمہیں سامان دے گا۔ اللہ کا فضل ہے کہ یہ گاؤں اب پھر آباد ہو چکا ہے۔ یہ خدا کے فضل سے سارے پہلے سے بہتر ہیں۔ وہ کہتی ہیں میں نے کہا پہلے بھی خدا ہی دیتا تھا اب بھی خدا ہی دے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اب ان کو پہلے سے بڑھ کر سب کچھ عطا فرمایا ہے اور اس وقت وہ ڈش انٹینا کے ذریعے ہمارا یہ اجلاس دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں۔

☆ سید صادق شاہ صاحب پھکلہ کی بیگم نیر سلطانہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ میں شادی کے بعد احمدی ہوئی۔ سسرال والے سب پہلے سے احمدی تھے لیکن سارا میکہ اور برادری غیر احمدی تھے۔ ۷۴ء کے بعد بہت زیادہ مخالفت شروع ہو گئی۔ والد صاحب پر دباؤ ڈالا گیا کہ اپنی بیٹی کی علیحدگی کروا کر اسے گھر لے آؤ۔ انہوں نے کہا اس کے تین بچے ہیں میں اسے کیسے گھر لا سکتا ہوں۔ یعنی جو لکھنے والی ہیں کہتی ہیں میرے والد پر دباؤ ڈالا گیا کہ مجھے خاوند سے طلاق دلوا کر یا خلع دلوا کر باپ اپنے گھر لے جائے۔ ۸۴ء کے بعد پھکلے میں شدید مخالفت ہوئی۔ ہمارے گھر پر پتھراؤ کیا جاتا رہا، بچوں کو سکول جاتے ہوئے لوگ مارتے اور گالیاں دیتے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ بیٹا، خاوند اور گھر کے دوسرے افراد کلمہ پڑھنے کی وجہ سے جیل میں چلے گئے اور گھر میں صرف عورتیں رہ گئیں۔

اب اس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ یہ کس طرح جھوٹے اور بدکردار لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کلمہ پڑھو تو پھر تمہیں چھوڑیں گے اور جب احمدی کلمہ پڑھتا ہے تو

کہتے ہیں تم نے ہتک رسول کی ہے، تمہیں پھانسی چڑھنا چاہئے۔ اس لئے خدا سے ان کا کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ محض گندی ذہنیت کے بدکردار ملاں ہیں جو اپنے نفس کی آگ بجھانا چاہتے ہیں اس کے سوا ان کا کوئی مقصد نہیں۔ ایک طرف احمدیوں کو مار رہے ہیں، ان کے گھر جلا رہے ہیں کہ کلمہ پڑھو۔ دوسری طرف احمدیوں کو جیلوں میں ٹھونس رہے ہیں اور ان پر دفعہ ۲۹۵/سی کے مقدمے دائر کر رہے ہیں۔ جرم پوچھو تو صرف اتنا کہ انہوں نے کلمہ پڑھا تھا۔ پس کلمہ پڑھنا بھی موت کی سزا چاہتا ہے، کلمہ نہ پڑھنا بھی موت کی سزا چاہتا ہے۔ پس یہ ان کی بدکرداری اور جھوٹ کو ظاہر کرنے کے لئے کافی و شافی وجہ ہے۔ باہر کی دنیا کے لوگ ان باتوں کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ وہ آپ کو دیکھتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں عام سی عورتیں ہیں اسی طرح آ گئی ہیں حالانکہ آپ میں کثرت سے ایسی عورتیں بیٹھی ہونگی جن کے گھروں پر کسی نہ کسی وقت احمدیت کی دشمنی میں کوئی قیامت ٹوٹی ہوگی۔ کئی ایسی مائیں ہونگی جن کے بچے جب سکول سے واپس آتے تھے تو روتے ہوئے اس وجہ سے اپنے زخم دکھاتے آتے تھے کہ مار پڑی ہے محض اس لئے کہ میں احمدی ہوں اور روزانہ یہی ظلم بچوں پر ہوتا رہا۔

پس یہ وقت ہے کہ ہم ان ساری باتوں کی حفاظت کریں، ان کو اپنی تاریخ کا انمٹ حصہ بنائیں اور آئندہ نسلوں کو بھی بتائیں کہ ایمان کی قیمت دینی پڑتی ہے اور احمدی خواتین نے بھی بڑی بڑی قیمتیں دے کر اپنے ایمان کی حفاظت کی ہے۔ کہتے ہیں پھر انہوں نے گھر پر پتھراؤ کیا اور خاوند اور بیٹا تو جیل جا چکے تھے صرف عورتیں تھیں۔ ہم نے بہت صبر اور ثابت قدمی کے نمونے دکھائے اور اللہ تعالیٰ نے بالآخر ہمیں حفاظت سے وہاں سے نکال لیا۔

☆ رحمت بی بی صاحبہ اہلیہ ماسٹر غلام محمد صاحب لکھتی ہیں کہ ۷۴ء میں جب حالات خراب ہوئے تو رات کے اڑھائی تین بجے جلوس گھر آ پہنچا۔ دروازے کھڑکیوں کو آگ لگا کر چلے گئے۔ گھر میں میری بیٹیوں کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے جو سب سہم کر اپنی ماؤں کی چھاتیوں سے چمٹے ہوئے تھے۔ ہم نے کوشش کر کے آگ بجھادی۔ صبح پھر جلوس آگیا۔ ان کے ہاتھ میں برچھیاں اور کلہاڑیاں اور ٹوکے تھے۔ انہوں نے دروازوں اور روشن دانوں کے شیشے توڑ دئے اور گھر کو گھیرے میں لے لیا۔ کوئی چیز باہر سے نہ اندر آ سکتی تھی، نہ باہر جا سکتی تھی۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو دودھ کی ضرورت تھی۔ دودھ ہم لا نہیں سکتے تھے۔ ہم پانی میں چینی گھول کر بچوں کو دیتے رہے۔ بچے روتے بلکتے لیکن تین دن رات تک ہم انہیں صرف میٹھا پانی پلاتے رہے۔ بڑی تکلیف کے دن تھے۔ الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے ثبات قدم بخشا اور ہمارے ایمان کو بچالیا اور ہم نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

☆ امۃ الامین اہلیہ عبدالرزاق شاہ صاحب پیکلہ لکھتی ہیں کہ ۱۹۷۴ء میں جب احمدیوں پر قیامت ٹوٹی تو ظالموں نے سب احمدیوں کے گھر لوٹ لئے اور ہمارا گھر بھی راکھ کا ڈھیر بن گیا۔ ہم نے سب ظلم و ستم برداشت کئے مگر احمدیت کو نہ چھوڑا اور مضبوطی سے اسے تھامے رکھا۔ جب بچے سکول جاتے تو روتے ہوئے گھر آتے۔ سکول ٹیچر سے احمدی ہونے کی وجہ سے مار پڑتی تھی۔ یہ (یعنی لکھنے والی) خود سکول گئیں اور ٹیچر سے کہا کہ بچے زخمی ہو جاتے ہیں تم کیا ظلم کر رہی ہو۔ تو اس نے کہا آسان بات ہے تم احمدیت چھوڑ دو تو میں مارنا چھوڑ دوں گی۔ پس ماں کے ثبات قدم اور ایمان کے نتیجے میں روزانہ بچیوں کو مار مار کے ان کے ہاتھ زخمی کر دئے جاتے۔

یہ ان لوگوں کا دین ہے، یہ ان کا ایمان ہے۔ ان کو تصور بھی نہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کیا کردار تھا۔ ایک لمحہ کے لئے بھی کوئی شریف النفس انسان یہ نہیں سوچ سکتا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ نہ ماننے والوں کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہوں۔ یہاں تو ماننے والوں کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے۔ انکار کی وجہ سے تو دکھ دینے کا رواج دنیا میں قدیم سے چلا آتا ہے مگر تائید میں دکھ دینے کا رواج ایک نیا مضمون ایجاد ہوا ہے۔ پہلے کلمہ کے انکار کے نتیجے میں بھی سختی نہیں ہوتی تھی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کلمہ کا انکار تو آپؐ کی زندگی بھر لوگوں نے کیا مگر ایک شخص کے اوپر بھی آپؐ نے کلمہ کے انکار کی وجہ سے ظلم نہ کیا۔ اب یہ وہ دن آ گئے ہیں کہ کلمہ پڑھنے کی سزائیں موت کی کال کوٹھڑی اور سر پر لٹکا ہوا پھانسی کا پھندا ہے۔ اور آج ایک سو بارہ (۱۱۲) سے زائد احمدی ایسے ہیں جن کے اوپر یہ موت کا پھندا اس لئے لٹکایا گیا ہے کہ انہوں نے کلمہ پڑھا تھا اور احمدی کا کلمہ پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایسی گستاخی ہے کہ اس کی سزا موت کے سوا کچھ نہیں۔ پس پہلے جو دنیا میں اختلاف کی سزائیں ملا کرتی تھیں اب مولوی کی بدبخت دنیا میں اتفاق کی بھی سزائیں مل رہی ہیں۔ اور یہ نیا دستور ظلم و ستم کا جاری ہوا ہے جو اس سے پہلے مذہب کی تاریخ میں آپ کو کہیں دکھائی نہیں دے گا۔ تمام دنیا کی مذہبی تاریخ پڑھ کر دیکھ لیں کسی کے عقیدے سے انکار کے نتیجے میں تو سزا ملتی رہی مگر اس کے عقیدے کی تائید میں پہلے کبھی سزا نہیں دی گئی تھی۔

کہتی ہیں جب بچے سکول جاتے روتے ہوئے گھر آتے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہتی ہیں آپ کے گھر کے قریب غیر احمدیوں کی مسجد تھی جمعہ کے دن وہ لوگ آپ کے گھر پر پتھر پھینکنے آ گئے۔ گھر کے سارے شیشے توڑ دئے اور ہر جمعہ ہی رواج بن گیا کہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہوئے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جمعہ سے فارغ ہو تو اللہ کے فضل کو تلاش کرو، یہ بدبخت اس طرح خدا کا فضل تلاش کرتے تھے کہ مظلوم عورتوں اور بچوں پر پتھراؤ کرتے اور گندی گالیاں دیتے اور یہ فضل الٰہی کی تلاش کے نئے اسلوب ایجاد کر رہے تھے۔ کہتی ہیں بالآخر جب ہم نے استقامت دکھائی اور اسی حال میں اس گھر میں ٹھہرے رہے تو ایک دن انہوں نے گھر کو اس طرح آگ لگائی کہ سارا گھر پھنک گیا اور سوائے خاکستر جلی ہوئی اینٹوں کے وہاں کچھ بھی نہ بچا۔ ہم بمشکل ننگے پاؤں اور ننگے سر وہاں سے نکلے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے پھندے سے نجات بخشی لیکن اس حال میں کہ گھر کا سارا سامان، ساری عمر کی جائیداد، سب کچھ خاک کا ڈھیر بن چکا تھا۔

☆ شمس النساء صاحبہ اہلیہ شیخ غلام احمد صاحب بہاولنگر لکھتی ہیں کہ ۷۴ء میں ہنگامے شروع ہوئے تو ہر جگہ جلوس اور مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ بہاولنگر میں جلوس نکلے۔ احمدیوں کو اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو انتہائی گندی گالیاں دی گئیں۔ ان کے ہاتھ میں مٹی کے تیل کی بوتلیں اور ڈنڈے اور پتھر تھے۔ جب یہ جلوس بازار آیا تو پولیس بھی آگئی مگر وہ خاموش تماشائی بنی رہی۔ جلوس والوں نے میرے دیور کی کپڑے کی دوکان پر تیل چھڑک کر آگ لگا دی اور باقی احمدیوں کی دکانوں کو بھی توڑ پھوڑ کر چلے گئے۔ اگلے دن ہماری دوکان کا دروازہ توڑا، جنرل اسٹور کا سارا سامان لوٹ کر توڑ کر چلے گئے۔ یہ توڑ پھوڑ، لوٹ مار ہر روز کا معمول بنا ہوا تھا۔ احمدیوں کے گھروں پر پتھراؤ کیا جاتا۔ سب لوگ گھروں میں بند، دعاؤں کا ورد کرتے رہتے۔ ہمیں حضور کا حکم تھا کہ جگہ نہ چھوڑی جائے اور گالیوں کا جواب اشتعال میں آکر ہرگز نہ دیا جائے۔ ادھر انہوں نے سوشل بائیکاٹ بھی کر دیا۔ مکانوں پر پہرے بٹھادئے کہ ان کے گھروں میں کھانے پینے کی اشیاء نہ جائیں۔ مگر خدا ہمارا رازق تھا، کسی نہ کسی طرح کھانے پینے کی اشیاء ہم تک پہنچ ہی جاتی تھیں۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ربوہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدام کی ٹیمیں مختلف جگہ بھجوائی جاتی تھیں اور دوسرے علاقوں سے بھی، سرگودھا کے دیہات سے بھی لوگ آتے تھے، بعض دوسرے ایسے علاقے جہاں نسبتاً امن تھا مثلاً سیالکوٹ وغیرہ وہاں سے بھی بہت مخلص نوجوان اپنے آپ کو پیش کرتے تھے۔ اور دن رات ہمارا یہ کام تھا کہ مختلف علاقوں کی خبروں کے لئے ان کو استعمال کیا جائے۔ وہ ایسے بھیس بدل کر وہاں پہنچتے تھے جیسے شکل سے وہ احمدی پہچانے نہ جائیں اور بسا اوقات وہ اچانک ان کا گھیرا توڑ کر کھانے پینے کی اشیاء لے کر مظلوم گھروں تک پہنچ جایا کرتے تھے۔ پھر جب واپس آتے تھے تو اس حال میں کہ ان کے چہرے بگڑے ہوئے، ان کا حلیہ پہچانا نہیں جاتا تھا۔ ایک ایسا ہی قافلہ جو خدام کا احمدی مظلوم گھروں کو خوراک دینے کے لئے بھجوایا گیا تھا جب وہ واپس آیا تو مجھے یاد ہے میں قصر خلافت سے نکل کر مسجد مبارک میں نماز کے لئے جا رہا تھا، رستے میں ایک بڑی بھیانک شکل کا آدمی مجھے نظر آیا جس کا منہ سوجا ہوا اور کپڑے پھٹے ہوئے لیکن مسکرا رہا تھا۔ میں حیران کہ اس کو اندر آنے کیوں دیا گیا ہے۔ یہ ہے کون؟ تو جب اس سے پوچھا تو پتہ لگا کہ وہ ہمارا ہی بھیجا ہوا خادم تھا اور خوشی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو یہ خبر دینے آیا تھا کہ خدا کے فضل سے ہم بھوکوں کو بھوک سے مرنے سے بچانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور بڑی دردناک کہانی تھی جس طرح ان نوجوانوں نے پتھر کھاتے، ماریں کھاتے، ان پر ڈنڈے برسائے جا رہے تھے مگر قوت کے ساتھ، زور کے ساتھ دوڑ کر ان گھروں تک پہنچ گئے۔ اور ان بچوں کو جو بھوک سے بلک رہے تھے ان کو خوراک مہیا کی۔ بہت ہی عظیم دور تھا جس کی یادیں اتنی گہری اور اتنی عظیم ہیں کہ ان کے تصور سے ہی انسان کی روح پگھل جاتی ہے۔ آپ لوگ جن کو یہ تجربہ نہیں ہے آپ کو اندازہ نہیں کہ کیسے عجیب دن تھے وہ اور خدا کے فضلوں کو بھی کس طرح ہم نے آسمان سے برستے دیکھا ہے۔ غرضیکہ جیسا کہ اس خاتون نے گواہی دی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اللہ تعالیٰ رزق کا انتظام کر ہی دیتا تھا، میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ اس رزق کے انتظام میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اسی کی دی ہوئی توفیق سے احمدی نوجوانوں کی عظیم قربانیاں شامل ہیں۔

کہتی ہیں ہمارا تمام کاروبار ختم ہو گیا۔ بچے چھوٹے چھوٹے تھے بھوک سے روتے دیکھے نہ جاتے تھے مگر خدا کو ہمارا زندہ رہنا منظور تھا۔ شیر خوار بچے کے لئے دودھ کی بہت مشکل تھی۔ دودھ تو دودھ، پانی بھی نہیں ملتا تھا۔ کہتی ہیں میرے میاں دکان پر تھے۔ جلوس آیا، پہلے پتھراؤ کیا، پھر ان کو دوکان کے اندر بند کر دیا۔ ایک دن نہیں، کئی دن ایسا ہوتا رہا۔ پتھراؤ کرتے، سزا دیتے اور پھر اپنی ہی دوکان میں تالا لگا کر چلے جاتے۔ سخت گرمی کے دن تھے جان کنی کی حالت ہو گئی۔ گھڑے میں تھوڑا سا پانی رہ گیا تھا۔ اس میں قمیض بھگو کر منہ اور جسم تر کرتے تا بیہوش نہ ہو جائیں۔ باہر اتنا شور پڑا ہوتا تھا کہ کچھ سنائی نہیں دیتا تھا۔ کہتی ہیں ایک دفعہ صبح کے آٹھ بجے سے شام کے پانچ بجے تک دوکان میں بند رہے۔ بعد میں کسی نے اتفاق سے پولیس کو اطلاع کی اور کوئی شریف النفس پولیس والا ایسا تھا جو گاڑی لے کر آیا اور پھر ان کو گھر چھوڑ گیا۔ یعنی کئی دن تک بیوی نے اپنے خاوند کا منہ نہیں دیکھا اور نہ پتہ تھا کہ کس حال میں ہیں۔ روزانہ ان کو وہیں بند کر کے رکھا جاتا اور طرح طرح سے عذاب میں مبتلا کیا جاتا۔ کہتی ہیں جب بھی جلوس آتا سب لوگ گھروں میں ایک دوسرے سے چمٹ کر بیٹھ جاتے اور ہر وقت دعائیں کرتے رہتے تھے۔ پھر ہمیں اعصابی طور پر بیمار کرنے کے لئے ہمارے گھروں کے سامنے پٹاخے چھوڑے جاتے۔ ساری ساری رات ڈھول بجاتے، کبھی پٹاخے چھوڑتے، کبھی چیخیں مارتے، غرضیکہ بچے جو پہلے ہی سہمے ہوتے تھے ان کو دو گھڑی سکون کی نیند بھی نصیب نہیں ہوتی تھی۔ کہتی ہیں میں نے تو بعض دفعہ ساری ساری رات اسی حالت میں جاگ کر گزاری۔

☆ رقیہ صاحبہ اہلیہ محمد اسحاق صاحب لکھتی ہیں، جون ۷۴ء میں سرگودھا میں مخالفین نے ہمارے گھر پر حملہ کیا، پتھراؤ کیا، لوٹا، کھڑکیاں اور دروازے توڑ دئے۔ ان کا ارادہ رات کو آگ لگانے کا تھا۔ ہم ایک دوسرے گھر میں چلے گئے۔ مخالفین کو پتہ چلا وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا اور مولویوں کو معلوم ہوا تو اس گھر کو بھی آگ لگانے کا منصوبہ بنایا گیا جو ایک غیر احمدی کا گھر تھا۔ مگر غالباً اس کے اثر و رسوخ کی وجہ سے یہ ارادہ بدل گیا۔ محلے والوں نے بائیکاٹ کر دیا۔ دوکاندار سودا نہیں دیتا تھا اور پولیس نے گھر کی تلاشی کے بہانے قیمتی چیزیں چرالیں۔ بھائی چھپ کر ضرورت کی چیزیں لاتے اور احمدیوں کے گھروں میں پہنچاتے۔ ایک دفعہ مولویوں نے دیکھ لیا اور پکڑ کر خوب مارا اور کلمہ سنانے کے لئے کہا۔ جب کلمہ سنا دیا تو اسے مارتے ہوئے مسجد لے گئے اور منہ اور کپڑے کالے کر دئے۔ انہیں دنوں میرا چھوٹا بھائی سرگودھا سے ربوہ آ رہا تھا تو راستے میں بہت سے آدمیوں نے اسے مارنا شروع کر دیا۔ اور ربوہ بس نہ روکی اور بس والا اسے دوپلوں سے گزار کر اس حالت میں کہ لوگ مارتے چلے جاتے تھے آخر چلتی ہوئی بس سے دھکا دے کر سڑک پر پھینک گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے بچایا اور اس کو زندگی بخشی۔ غرضیکہ یہ وہ سختی کے دن تھے جن سے جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے، اسی کے سہارے کے ساتھ زخمی مگر ایمان کو زندہ رکھتے ہوئے گزری۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے
کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

خطبہ جمعہ

وہ جماعت جس پر خدا کے فضل نازل ہوں، جن کے دماغ خدا نے روشن کئے ہوں، جن کو اللہ آسمان سے علوم سکھاتا ہو ان کا مقابلہ تم کیسے کر سکتے ہو

ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے لئے مختلف پروگراموں کی تیاری کے سلسلہ میں تفصیلی ہدایات

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۵ ستمبر ۱۹۹۵ء مطابق ۱۵ تبوک ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام سٹی ہال آفن باخ (جرمنی)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

اِنَّهُمۡ یَکِیۡدُوۡنَ کَیۡدًا ۝
وَّ اَکِیۡدُ کَیۡدًا ۝
فَمَهِّلِ الۡکٰفِرِیۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَیۡدًا ۝ (الطارق: ۱۶ تا ۱۸)

قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں مومن کو حکم ہے کہ وہ حکمت سے کام لے، تدبیر سے کام لے، بیدار مغزی سے کام لے، سرحدوں پر گھوڑے باندھے یعنی دشمن کی ہر حرکت اور سکون پر نظر رکھے اور خیال رکھے کہ دشمن جب اس کا بس چلے گا شب خون مارنے کی بھی کوشش کرے گا، اچانک حملے کرے گا، جہاں سے تمہیں توقع نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اللہ مومن سے توقع رکھتا ہے کہ ہمیشہ بیدار رہے اور بیدار مغزی کے ساتھ اس بات کا منتظر رہے کہ جب بھی دشمن کوئی کاروائی کرے تو وہ دشمن مومن کو مستعد پائے اور مومن کی جوابی کاروائی ایسی ہو جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ اس سے پچھلے اس سے نصیحت پکڑیں۔ یعنی جوابی کاروائی میں نہ صرف یہ کہ مستعدی پائی جائے، بجائے اس کے کہ مومن کو دشمن حیران کر سکے، دشمن حیران ہو جائے۔ اور اس قدر حیران ہو کہ اس کے نتیجے میں جو دوسرے منصوبہ بنانے والے پیچھے بیٹھے ہیں وہ اس کا حال دیکھ کر نصیحت پکڑیں۔

اس پہلو سے دعوت الی اللہ کے مضمون کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ دعوت الی اللہ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی کامیابیاں عطا فرماتا ہے ان کامیابیوں پر اس طرح راضی ہو کر بیٹھ رہنا کہ گویا اب ہم نے اپنے مقصد کو پالیا جو کچھ حاصل کرنا تھا حاصل کر لیا اور جو ہمارا ہوا ہے وہ ہمارا ہو چکا ہے یہ تصور درست نہیں۔ قرآن کریم اس تصور کو جھٹلاتا ہے اور کئی طریقوں سے مومن کو بیدار کرتا ہے۔ ان طریقوں میں سے ایک تو یہ ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ سرحدوں کی حفاظت کرو۔ یعنی جہاں جہاں سے دشمن نے حملہ کرنا ہے وہاں تمہارے گھوڑے تیار موجود ہوں اور کبھی بھی دشمن تمہیں Surprise نہ دے سکے۔ Surprise کا ایک محاورہ بن چکا ہے۔ انگریزی لفظ ہے لیکن اب دنیا میں عام مشہور و معروف بن گیا ہے۔ فوجی اصطلاح میں Surprise کہتے ہیں ایسے حملے کو جس کی دشمن کو کوئی توقع نہ ہو اور اچانک اس طرح حملہ ہو کہ اس کے پاؤں اکھڑ جائیں کیونکہ توقع نہ ہو تو تیاری نہیں ہوتی تیاری نہ ہو تو دفاع کے سامان ہونے کے باوجود انسان بسا اوقات انہیں استعمال نہیں کر سکتا۔

پس اس پہلو سے اول تو یہ حکم ہے کہ تمہارے مختلف کناروں سے یعنی جہاں جہاں تمہارے اور دشمن کی سرحدیں ملتی ہیں وہاں ہمیشہ دشمن کے حملوں اور شرارتوں کی توقع رہنی چاہئے اور اس کا احتمال ہمیشہ رہے گا۔ اور تم نے ہمیشہ نظریں رکھنی ہیں کہ کب کس وقت کوئی منصوبہ ہوتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اسی ہدایت کا مرقع تھے یعنی ایک زندہ مثال تھے۔ باوجود اس کے کہ عرب کے ریگستان میں رسل و رسائل کے کوئی اہم ذرائع موجود نہیں تھے اور دور دور کی خبریں آنے میں بہت وقت لگتا تھا مگر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نظر مشرق کی سرحد پر بھی تھی، مغرب کی سرحد پر بھی تھی، شمال کی سرحد پر بھی تھی، گردوپیش پر بھی تھی اور وہ غزوہ تبوک جس کا ذکر کثرت سے ملتا ہے اس کی وجہ یہی نہیں تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ علم ہو چکا تھا کہ دشمن اسلام کی سرحدوں پر فوج جمع کر رہا ہے اور بڑے حملے کی تیاری کر رہا ہے۔ غزوہ تبوک کے نتیجے میں کوئی بڑی لڑائی تو نہ ہوئی کیونکہ قتال کی نوبت نہ آئی مگر بروقت مستعد کاروائی کے نتیجے میں دشمن کے ارادے ٹل گئے اور ان کی فوجیں بکھر گئیں۔ اور انہوں نے جب یہ دیکھا کہ ایک بہت ہی مستعد اور بیدار مغز مد مقابل ہے تو اس بات کی جرات ہی نہ ہوئی کہ باقاعدہ جم کر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کا مقابلہ کر سکتے۔ تو بیدار مغزی تبلیغ یا جہاد کا ایک ایسا لازمی جزو ہے جس کو ہم نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دور میں ہمیشہ صف اول میں پایا۔ مکہ میں جو کچھ ہو رہا تھا اس کی خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مستقل مل رہی ہوتی تھیں۔ کب قافلہ تیار ہو رہا ہے، کہاں کے لئے تیار ہو رہا ہے، کیا نیتیں ہیں، ان سب باتوں کی اطلاعیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مسلسل اس نظام کے ذریعے ملتی تھیں جو اس آیت کی ہدایت کے نتیجے میں آپ نے جاری فرمایا۔

اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ تمام دنیا کی جماعتوں کے لئے ایک سبق ہے اور مجھے فکر ہے کہ اس پہلو میں کچھ کمزوری باقی ہے۔ دعوت الی اللہ کے کام کو تو آگے بڑھایا جا رہا ہے خدا کے فضل کے ساتھ ساتھ جماعت زیادہ بیدار مغزی اور احساس کے ساتھ، احساس ذمہ داری کے ساتھ، زیادہ سے زیادہ مجاہدین کو اس عظیم جہاد میں جھونک رہی ہے لیکن جو دوسرا پہلو میں نے بیان کیا ہے اس پر ابھی پوری نظر نہیں ہے۔ کئی دفعہ دشمن کے منصوبوں کی اطلاع اس وقت ہوتی ہے جب وہ حملہ کر چکے ہوتے ہیں اور یہ شیوہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ؐ کے غلاموں کا نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کا اطلاعات کا نظام پہلے سے زیادہ بیدار مغزی سے اور مستعدی کے ساتھ دشمن کے حالات کی خبر پر ہمیشہ تیار رہنا چاہئے اور خبریں حاصل کرنے کا نظام باقاعدہ منصوبے کے ساتھ بنانا ضروری ہے۔ اس پہلو سے پاکستان میں بھی کمزوری پائی جاتی ہے اور دوسری جماعتوں میں بھی یہ کمزوری پائی جاتی ہے۔ اکثر جب شرارت شروع ہو جاتی ہے اور رخنے ڈال دیتی ہے اس وقت اطلاع ملتی ہے کہ دیکھیں یہ ہو گیا۔ اب مثلاً جرمنی ہی کی مثال ہے۔ یہاں خدا کے فضل سے بوزنینز میں، البانینز میں بہت کام ہوا ہے اور مسلسل ہو رہا ہے۔ جن خدام اور انصار کے سپرد یہ ذمہ داری کی گئی ہے ان پر ہرگز کوئی شکوہ نہیں۔ انہوں نے اپنی جان کی حد تک اپنی تمام طاقتیں کو اس میں جھونک دیا ہے۔ دن رات محنت کر رہے ہیں مگر جتنی زیادہ محنت ہو اتنا ہی پھل عزیز تر ہونا چاہئے کیونکہ بہت محنت کی جو کمائی ہے انسان اس کی زیادہ قدر کیا کرتا ہے۔ پس جماعت جرمنی کو خدا تعالیٰ جو عطا کر رہا ہے یہ درست ہے کہ ان کی محنت سے ان کے کاموں کے مقابل پر بہت زیادہ عطا کر رہا ہے اور ہمیشہ اللہ کا یہی دستور ہے۔ مگر یہ بھی درست ہے کہ محنت بہت کی جا رہی ہے۔ اگر سب کی طرف سے نہیں تو کم سے کم دس فیصد تو آپ میں سے ایسے ضرور ہونگے جن کو اللہ تعالیٰ نے ان خدمت کے کاموں میں بہت محنت کی توفیق عطا کی ہے۔ تو محنت کا پھل تو انسان بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اس کی بڑی حفاظت کرتا ہے۔

وہ امیر لوگ جن کو ورثے میں جائیدادیں ملی ہوں ان کی نگاہ جائیدادوں پر اور طرح ہوتی ہے۔ کئی ایسے ہیں جو ان کو بیچ کھاتے ہیں اور بیچتے چلے جاتے ہیں اور کھاتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا اس لئے کہ ہاتھوں کی کمائی نہیں، اس لئے کہ خون پسینے کی محنت اس میں صرف نہیں ہوئی۔ پس جہاں وہ محنتی ہوں، زمیندار ہوں یا تاجر جنہوں نے دن رات کوشش کر کے جدوجہد کر کے جان جوکھوں میں ڈال کر کچھ کمایا ہو وہ اپنی کمائی کی بڑی حفاظت کرتے ہیں اور اس پر بہت گہری نظر رکھتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو برکت دیتا ہے۔ پس جہاں تک آپ کی محنت کا تعلق ہے اور اس کے مقابل پر پھل کے حصول کا تعلق ہے یہ درست ہے کہ پھل بہت زیادہ ہے مگر کون سے دنیا میں ایسے کاروبار ہیں جہاں خدا محنت سے بڑھ کر پھل عطا نہیں کرتا۔ جب بھی اللہ فضل فرماتا ہے زمینداروں کو دیکھو ایک دانے کے سینکڑوں دانے بن جاتے ہیں اور اگر یہ فضل الٰہی شامل نہ ہو تو انسان کی بقاء کا کوئی سامان ممکن نہیں ہے۔ محنت کے برابر اگر پھل اللہ دے تو انسان کی قوت کا، اس کے زندہ رہنے کا، گزر اوقات کا کوئی سہارا نہ رہے۔ کچھ ایسا فضل ہے جیسے بارانی علاقوں میں بارش ہو جاتی ہے، از خود کھیتیاں پانی بھی حاصل کرتی ہیں، نشوونما بھی پاتی ہیں، مرے ہوئے بیج بھی زندہ ہو جاتے ہیں اس کمائی کی اور کیفیت ہوتی ہے۔

پس آپ لوگ اللہ کے فضل سے محنت کر رہے ہیں اور بڑی محنت کی گئی ہے بوزنینز کے تعلق میں بھی اور البانینز کے تعلق میں بھی اور افریقن ممالک سے آنے والوں کے لئے بھی اور عربوں کے تعلق میں بھی۔

اور جب یہ خبر ملتی ہے کہ دشمن نے اچانک ان کو بدظن کرنے کے لئے، ان کو آپ سے دور ہٹانے کے لئے ایک منصوبہ ہی نہیں بنایا بلکہ اس پر عمل در آمد شروع کر دیا ہے۔ جب یہ اطلاع ملتی ہے کہ اس کے نتیجے میں کچھ لوگ جو پہلے تعلق رکھتے تھے وہ پیچھے ہٹ گئے، یک طرفہ باتیں سن کر ان کے دلوں میں کئی قسم کے توہمات پیدا ہو گئے تو اس وقت مجھے یہ خیال آتا ہے کہ اگر قرآن کریم کی ہدایت پر عمل کیا جائے تو ایسا کوئی موقع پیش نہیں آسکتا کہ دشمن کے وار کے بعد جب آپ کو چوٹ پڑے تب پتہ چلے کہ کیا ہو رہا ہے۔ اس چوٹ سے پہلے آپ کو چوٹ مارنے کے لئے، چوٹ لگانے کے لئے تیار ہونا چاہئے۔ اور یہ تبھی ممکن ہے جب قرآن کریم کی نصیحت کے مطابق سرحدوں پر گھوڑے باندھے جائیں۔ اور یہ بہت ہی پیارا محاورہ ہے، بہت عمدہ نقشہ کھینچتا ہے دفاعی نظام کا۔ یعنی مرکز میں اکٹھے نہ رہو، مرکز تو تمہیں ہمیشہ اکٹھا کرنے کا ایک مقناطیس ہے جو اکٹھا رکھتا رہے گا۔ لیکن کناروں پر نظر رکھو تاکہ مرکز یعنی مومن کی جماعت کی جان پر حملے سے پہلے کنارے سے ہی دشمن کو ایسا دھکیل دیا جائے اور ایسا مایوس کر دیا جائے کہ پھر دوبارہ اس سے پچھلے بھی سبق حاصل کریں۔

بیدار مغزی تبلیغ یا جہاد کا ایک ایسا لازمی جزو ہے جس کو ہم نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دور میں ہمیشہ صف اول میں پایا

"فشرد بھم من خلفھم" جو ان کے پیچھے ہیں ان کو ایسی چوٹ مارو، ایسی سخت کاروائی کرو ان کے متعلق کہ جو پچھلے ہیں جن تک ابھی چوٹ نہیں پہنچی، چوٹ کی آواز ایسی ہو کہ جو ان کے دل دہلا دے اور وہ سمجھیں کہ اس جماعت کے مقابلے کی کوئی ہم میں استطاعت نہیں ہے۔ یہ نظام ہے جس میں ابھی کمزوری پائی جاتی ہے اور اسے آپ کو ضرور جاری کرنا ہو گا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ جس طرح پہلے بسا اوقات نہیں تو بارہا ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ نقصان پہنچا ہے اور پھر اطلاع ہوئی ہے، آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ جو بھی نئی قومیں جماعت میں داخل ہو رہی ہیں وہی آپ کے کان، وہی آپ کی آنکھیں بن سکتی ہیں۔ انہی میں ایسے آدمی مقرر ہو سکتے ہیں جو ہر وقت اس بات پر نظر رکھیں کہ دشمن کیا جوابی کاروائی کر رہا ہے اور دشمن کی جوابی کاروائی تو سب جھوٹ پر مبنی ہے۔ اس لئے اس کا علاج تو بہت ہی آسان ہے۔ جھوٹ تو اندھیرے کی طرح ہے اور اگر روشنی پہنچے تو اندھیرے کے مقدر میں تو بھاگنا ہے۔

پس بسا اوقات ایسے لوگوں کو مختلف قسم کے اندھیرے اپنے اندر گھسیٹ لیتے ہیں اور روشنی ان تک پہنچتی نہیں اور وہ اپنے اپنے دائرے ہی میں آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ واقعتاً ایک بری جماعت سے ہمارا تعلق قائم ہوا تھا اور بروقت ہمیں تنبیہہ کر کے بچا لیا گیا ہے۔ اور خاص طور پر ان کو یہ تاکید ہوتی ہے کہ ان سے دوبارہ بات کرو ہی نہیں، ان سے ملو ہی نہیں۔ جب یہ آئیں ملنے کے لئے تو کہہ دو کہ ہرگز ہمارے قریب نہ آؤ ہم تمہیں جان چکے ہیں۔ کیا جان چکے ہیں، کیا تم نے دیکھا ہے، کیا نئی بات پائی ہے، اس کا کوئی ذکر نہ کرو اور وہ نہیں کرتے۔ چنانچہ جتنے بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں ارتداد کے یا دلچسپی لینے والوں کے ٹھنڈا پڑ جانے کے ان میں ہر دفعہ یہی بات محسوس کی گئی کہ ان کو یہ پٹی پڑھائی گئی ہے کہ ان کے قریب نہ جانا، ان کی کسی دعوت کا جواب نہ دینا، ان سے کوئی گفتگو نہ کرنا بس اتنا کہو کہ بس ہمیں تمہاری اب ضرورت نہیں ہے۔ ان اندھیروں کو پھاڑنے کے لئے کئی قسم کی کارروائیاں ممکن ہیں۔ ایک تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بیدار مغزی سے ہر وقت کی نگاہ رکھنا۔ جہاں احتمال ہو کہ حملہ ہو گا وہاں حملے سے پہلے تیاری کرنا اور بھرپور جوابی کارروائی کرنا۔ بعض جگہ جب ایسا کیا گیا تو جب ان کو ورغلانے کے لئے دشمن پہنچا ہے تو انہوں نے خود دھکے دے کر نکال دیا ہے۔ انہوں نے کہا تم نے ہمیں کیا بتانا ہے۔ ہم جانتے ہیں تم کیا کہتے ہو اور اس کا جواب بھی ہمارے پاس ہے۔ تمہارے پاس سوائے جھوٹ کے ذریعے ورغلانے کے اور کچھ بھی نہیں۔ پس ایک تو یہ مستعد رہنے کا نسخہ ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ آنکھیں کھولنا ہر وقت، صرف آنکھیں کھولنا نہیں بلکہ آگے بڑھ کر دور تک نظر رکھنا۔ سرحدوں پر گھوڑے باندھنے کا ایک یہ بھی مطلب ہے کہ سرحد پر کھڑے ہوئے انسان کی نظر سرحد پار پر پڑتی ہے اور جو مرکز میں بیٹھا رہے اس کی نظر زیادہ سے زیادہ اپنی سرحد تک جائے گی اس لئے اس کو ہمیشہ Surprise مل سکتی ہے۔ لیکن جو کناروں پر کھڑا ہے وہ عقابی نظروں سے جائزہ لیتا ہے۔ دور دور تک اس کی نگاہ پڑتی ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ وہاں کیا تیاری ہو رہی ہے، کیا کام ہو رہے ہیں۔ پس اس پہلو سے میں امید رکھتا ہوں کہ صرف جماعت جرمنی ہی نہیں دنیا کی تمام وہ جماعتیں جو اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعوت الی اللہ کے کام میں بڑی مستعدی سے آگے بڑھ رہی ہیں وہ نظر رکھیں گی اور باقاعدہ اس کام کے لئے شعبے بنائیں گی اور وہ شعبے اس بات پر وقف رہیں گے کہ ہر وقت دشمن کی سازشوں پر نظر رکھیں۔ اور جب نظر پڑتی ہے تو اس کے بعد جوابی کارروائی ہونا بھی تو ضروری ہے اسکے لئے بھی ایک ایسا مرکزی نظام قائم ہونا چاہئے کہ جو ہر اطلاع پر بروقت جوابی کارروائی کرے۔ جو کارروائی بروقت نہ ہو اس سے بھی کوئی فائدہ خاص نہیں پہنچتا کیونکہ پیشتر اس کے کہ کارروائی ہو کچھ نقصان پہنچ جاتا ہے۔ وہ انسان جو بیمار دفاعی نظام رکھتے ہیں ان پر جب بیرونی حملہ ہوتا ہے تو بعض اوقات اتنا آہستہ جوابی کارروائی ہوتی ہے کہ وہ بیماری ایک مزمن بیماری بن جاتی ہے یعنی کرانک Chronic Desease بن جاتی ہے۔ دفاع بھی ہو رہا ہے، ادھر سے جوابی حملہ بھی جاری ہے، کوئی ایک نتیجہ نہیں نکلتا۔ اس کو طبی اصطلاح میں کہتے ہیں کہ ریزولیوشن

Resolution نہیں ہو رہا۔ لڑائی جاری ہے مگر کسی ایک طرف، کسی ایک کروٹ پہ اونٹ بیٹھتا نہیں۔ کوئی قطعی، یک طرفہ نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا۔ مگر صحت مند جسم ہو تو خطرے کے ساتھ ہی ایسی زبردست جوابی کارروائی ہوتی ہے کہ چند دن کے اندر اندر ہی Resolution ہو جاتا ہے۔ اور ریزولیوشن کا مطلب ہے کہ جو حملہ آور ہیں ان کی لاشیں پیپ کی صورت میں، بدبودار مادوں کی صورت میں وہ جسم سے خارج ہوتی ہیں اور جسم کا نظام ان کو نکال باہر پھینکتا ہے۔ تو اس لئے جوابی کارروائی کا نظام بنانا بھی ایک بہت ہی ضروری امر ہے۔ اس میں تحریری کارروائی بھی اور دوسرے ذرائع استعمال کرتے ہوئے مثلاً ویڈیو، آڈیو وغیرہ کے ذریعے بھی ایسی کارروائیاں ہونی چاہئیں جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دشمن کا منصوبہ کچھ آگے بڑھے بھی تو بڑی قوت کے ساتھ اسے دھکیل کر باہر پھینک دیا جائے۔

ایک تیسری بات اس ضمن میں بہت اہم ہے وہ یہ ہے کہ دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ وہ لوگ جو دعا سے غافل ہو جاتے ہیں ان کی کوئی جوابی کارروائی بھی فی الحقیقت مؤثر نہیں ہوا کرتی۔ اور دعا والے میں جو جان پڑ جاتی ہے، اس کے اندر جو اعتماد پیدا ہوتا ہے وہ کسی دوسرے میں ممکن نہیں ہے۔ بسا اوقات دنیا بھر سے احمدی مجھے لکھتے ہیں یعنی وہ جو دعاگو احمدی ہیں کہ اس طرح کا مسئلہ درپیش تھا بظاہر کامیابی کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے دل میں تحریک کی دعا کی طرف توجہ مائل ہوئی اور حیرت انگیز طور پر آسمان سے تائیدی نشان ظاہر ہوئے۔ اور دشمن کو تصور بھی نہیں تھا کہ کس طرح اس کو ناکامی ہو گی کیسے اس کو نامرادی کا منہ دیکھنا ہو گا مگر خدا نے غیر معمولی طاقت عطا فرمائی، تائیدی نشان ظاہر فرمائے۔ تو مومن کی زندگی محض اپنی جوابی کارروائیوں پر انحصار نہیں رکھ سکتی۔

آپ کا اطلاعات کا نظام پہلے سے بہت زیادہ بیدار مغزی سے اور مستعدی کے ساتھ دشمن کے حالات کی خبر پر ہمیشہ تیار رہنا چاہئے اور خبریں حاصل کرنے کا نظام باقاعدہ منصوبے کے ساتھ بنانا ضروری ہے

اس ضمن میں بہت سی باتیں ہیں جو میں پہلے کہہ چکا ہوں اب ان کو دہرانا نہیں چاہتا۔ جوابی سیل کیسے کام کرنا چاہئے، کیا کیا کارروائیاں ہونی چاہئیں، ان کی تفاصیل مختلف مواقع پر جماعتوں کے سامنے پیش کر چکا ہوں۔ اس لئے اب میں اس حصے پر آتا ہوں کہ دعا کی طرف ایک بیدار توجہ کی ضرورت ہے۔ ایک وہ دعا ہے جو غفلت کی حالت میں انسان کرتا ہی رہتا ہے اور اس پہلو سے جماعت احمدیہ دنیا کی ایک دعاگو جماعت کے طور پر ابھری ہے۔ کوئی دنیا میں ایسی جماعت نہیں جس میں اس کثرت سے اس کے افراد کو دعا سے شغف ہو اور دعا پر یقین ہو، ایک دوسرے کو دعا کے لئے کہتے ہوں، اپنے لئے دعائیں کرتے ہوں، دوسروں کے لئے دعائیں کرتے ہوں۔ لیکن وہ دعا جس کی طرف میں توجہ دلا رہا ہوں وہ دین کے کاموں کے لئے دعا ہے جس کے لئے بے قراری پیدا ہو اور ایک ذہن ہر وقت اس بات پر تیار ہو کہ جب بھی دین کو کوئی خطرہ لاحق ہو گا میرا دل بے قراری سے اللہ کے حضور جھکے گا۔ اور یہ عادت بن جائے، ایک فطرت ثانیہ ہو جائے کہ جب بھی دین کو کسی نقصان کا خطرہ ہو بے اختیار دل سے بے قرار دعائیں اٹھیں اور جب بھی دشمن سے مقابلہ ہو دعاؤں کے ساتھ طاقت پانے کے ذریعے آپ جوابی کاروائی کریں۔ اس کے نتیجے میں بہت سی برکتیں ملتی ہیں جن کا حقیقت میں تو شمار ممکن نہیں۔ مگر ان قسموں میں سے ایک قسم یہ ہے کہ جوابی کارروائی کے لئے دماغ روشن ہو جاتا ہے اور وہ وہ باتیں سوجھتی ہیں جو بغیر دعا کے سوجھ نہیں سکتیں۔ دوسرے یہ کہ عمل کی توفیق ملتی ہے۔ ورنہ محض اچھی تدبیریں سوچنا بھی کافی نہیں ہوا کرتا جب

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 2611

تک ان کے ساتھ ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بھی نصیب نہ ہو۔ اور پھر غیب سے ایسے نشان ظاہر ہوتے ہیں کہ دعاگو، دعا کرنے والے کا دل پورے یقین سے بھر جاتا ہے کہ یہ میری کوشش کا دخل نہیں بلکہ یقیناً بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائیدی نشان ظاہر ہوا ہے۔ اور وہ نشان اپنی ذات میں ایک طاقت رکھتا ہے، ایک ایسی عظیم قوت رکھتا ہے جسے شکست دینا دشمن کے بس کی بات نہیں ہے۔

> میں امید رکھتا ہوں کہ صرف جماعت جرمنی ہی نہیں، دنیا کی تمام وہ جماعتیں جو اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعوت الی اللہ کے کام میں بڑی مستعدی سے آگے بڑھ رہی ہیں وہ نظر رکھیں گی اور باقاعدہ اس کام کے لئے شعبے بنائیں گی اور وہ شعبے اس بات پر وقف رہیں گے کہ ہر وقت دشمن کی سازشوں پر نظر رکھیں۔ اور جب نظر پڑتی ہے تو اس کے بعد جوابی کارروائی ہونا بھی ضروری ہے۔ اس کے لئے بھی ایک ایسا مرکزی نظام قائم ہونا چاہئے کہ جو ہر اطلاع پر بروقت جوابی کارروائی کرے

تو وہ جماعتیں جو تبلیغ میں مصروف ہوں، اللہ کے کام میں مصروف ہوں اور اللہ سے مدد لینے میں غافل ہوں ان کی حالت تو بہت قابل رحم ہے۔ خدا کی خاطر وقت خرچ کر رہے ہیں، محنت کر رہے ہیں، کام اس کا ہے مگر مدد کے لئے اس کو نہیں بلاتے حالانکہ اس کی مدد کے بغیر کوئی کام بھی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اپنا نظام بھی جوابی کارروائی کا بنا رکھا ہے اور اس جوابی کارروائی کے نظام کا دعا سے تعلق ہے۔ جب مومن خدا کو پکارتا ہے تو ایک نظام ہے جو پہلے ہی سے موجود ہے وہ متحرک ہو جاتا ہے۔ اس نظام کا ذکر ان آیات میں ہے جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انهم يكيدون كيداً و اكيد كيداً۔ فمهل الكافرين امهلهم رويداً" کہ میں جانتا ہوں کہ دشمن تدبیریں کر رہے ہیں اور بڑی بڑی تدبیریں کر رہے ہیں۔ "يكيدون كيداً" کا مطلب ہے بڑی زبردست تدبیریں کر رہے ہیں "واكيد كيداً" میں بھی تدبیر کر رہا ہوں "فمهل الكافرين امهلهم رويداً" کافروں کو اپنے حال پر تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دے اور دیکھ کہ پھر میری تدبیر کیا نتیجہ ظاہر کرتی ہے۔ یہاں بسا اوقات پڑھنے والے کو یہ دھوکہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ کام چھوڑ دو اور ایک طرف بیٹھ رہو اب اللہ کے اوپر معاملہ جا پڑا ہے۔ ہرگز یہ مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ اول تو مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تو ایک لمحہ بھی غفلت کا لمحہ نہیں تھا۔ دن رات جو کچھ بھی طاقت میں تھا خدمت دین میں جھونک رکھا تھا۔ اپنی جان، مال، عزت ہر چیز فدا کر دی تھی خدا کی خاطر، ایک لمحہ بھی آپ کا ضائع نہیں ہو رہا تھا۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مخاطب ہوں اور اس کا ترجمہ آیت کا یہ لیا جائے کہ اب تو آرام سے ایک طرف بیٹھ رہ، کام چھوڑ دے صرف انتظار کر، یہ درست نہیں ہے۔ بالکل ناجائز ترجمہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ تو کر سکتا تھا وہ تو کر رہا ہے۔ جو کچھ تیرے قبضہ قدرت میں تھا وہ سب تدبیریں تو نے کر ڈالیں لیکن دشمن کی تدبیروں تک تیری رسائی اس لئے نہیں ہے کہ دشمن بہت زیادہ ہے اور مسلسل اندھیروں میں سازشیں کر رہا ہے۔ اس لئے سرحدوں پر گھوڑے باندھنے کے بعد، ہر قسم کی مستعدی کے بعد، وہ اندھیرے گوشے جو پھر بھی باقی رہ جاتے ہیں اور لازماً رہ جاتے ہیں ان کی طرف اشارہ فرمایا جا رہا ہے۔ اور مراد یہ ہے کہ سب کچھ ہو رہا ہے پھر بھی جس حد تک جوابی کارروائی کی ضرورت تھی وہ مومنوں کی استعداد سے باہر ہے۔ اس موقع پر اللہ یقین دلاتا ہے اور یہ وعدہ کرتا ہے کہ کچھ ایسی جوابی کارروائی ہے جو میں کر رہا ہوں، تمہیں اس کی خبر ہی کچھ نہیں اور وہ آسمان سے جاری ہے۔ مہلت دے دے، ان معنوں میں کہ اپنا جہاد تو جاری رکھ مگر ان کو بتا دے کہ کچھ ہونے والا ہے اور جو ہوگا وہ آسمان سے اترے گا اور جب وہ آسمانی کارروائی آئے گی تو تمہاری کچھ بھی پیش نہیں جائے گی۔ یہ پیغام ہے اس آیت کریمہ میں۔

پس دعا کے ذریعے اس الٰہی نظام کو متحرک کرنا مومن کے لئے از بس ضروری ہے۔ اس کی بقاء کے لئے ضروری ہے۔ اس کے تبلیغی پروگرام کو کامیابی سے آخر تک پہنچانے اور سمیٹنے کے لئے، جو پھل ملتے ہیں ان کو سمیٹنے، ان کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ انسان دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے ان کارروائیوں کی التجا کرتا رہے جن کا مومن کی کوششوں سے کوئی تعلق نہیں "امهلهم رويداً" کا مطلب ہے تیری کوششوں کا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ جب خدا کی تدبیر ظاہر ہوگی تو تمہیں حیران کر دے گی کہ کیسے وہ واقعہ رونما ہوا۔

اب اس کی ایک مثال ہمارے سامنے جنگ احزاب کی صورت میں ہے۔ جنگ احزاب کے وقت تمام عرب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے مٹھی بھر ساتھیوں کو ہلاک بلکہ صفحہ ہستی سے نابود کرنے کا عزم لے کر اٹھ کھڑا ہوا تھا اور تمام قبائل نے مدینے کا گھیرا ڈال لیا تھا۔ اور ایسا سخت گھیرا تھا کہ جس کو توڑ کر باہر سے نہ کوئی غذا حاصل کی جا سکتی تھی، نہ کوئی پیغام بھیجا جا سکتا تھا اور ایک ہی ذریعہ دفاع کا جو انسان کے بس میں تھا وہ یہ تھا کہ خندق کھودی جائے اور دشمن کے حملے کی راہ میں کچھ روک حائل کرنے کی کوشش کی جائے۔ "پس "مهل الكافرين امهلهم رويداً" کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ بیٹھ جاؤ اور کچھ نہ کرو اب خدا کرے گا۔ خدا نے تو کرنا تھا اور کیا لیکن کیسے کیا اور اس عرصے میں مومن کیا کرتے رہے یہ بات میں آپ کو غزوہ خندق کے حوالے سے سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

> جب بھی دین کو کسی نقصان کا خطرہ ہو بے اختیار دل سے بے قرار دعائیں اٹھیں اور جب بھی دشمن سے مقابلہ ہو دعاؤں کے ساتھ طاقت پانے کے ذریعہ آپ جوابی کارروائی کریں

دن رات محنت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے ایک خندق کھودنا شروع کی۔ بڑی سنگلاخ زمین تھی، سخت پتھر تھے۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے خوراک کی حالت ایسی گر گئی تھی کہ کئی لوگوں کو مسلسل فاقے کرنے پڑتے تھے لیکن بوڑھے، بچے، جوان سارے اس کام میں شامل رہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بہتر وحی الٰہی کو کون سمجھتا تھا۔ آپ نے یہ نہیں کیا کہ بیٹھے رہو، اللہ بھی تدبیر کر رہا ہے، دشمن نے بھی تدبیر کی ہے بلکہ اس غزوہ خندق میں اس مضمون پر اور بھی کئی پہلوؤں سے روشنی پڑ رہی ہے۔ سرحد پر گھوڑے باندھنے کا مضمون ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نظر تمام عرب قبائل پر تھی اور جو کچھ وہاں ہو رہا تھا اس کی اطلاعیں ملتی تھیں۔ اگر یہ اطلاعیں حملے سے بہت پہلے آپ کو حاصل نہ ہوتیں تو خندق کیسے کھودی جا سکتی تھی۔ وہ خندق کوئی ایک دو دن کا کام تو نہیں ہے، مہینوں کی محنت درکار تھی۔ تمام صحابہ کی قوت یعنی انفرادی قوت کو جمع بھی کر لیا جاتا تو یہ ایک بہت سخت کام تھا کہ مدینے کو چاروں طرف سے جہاں جہاں سے بھی دشمن کے اچانک حملے کا خدشہ ہو وہاں سے خندق کے ذریعے دشمن کی پہنچ سے دور کر دیا جائے۔ اور خندق اتنی گہری ہونی چاہئے کہ اچانک کوئی اس کو پاٹ نہ سکے۔ اتنی چوڑی ہونی چاہئے کہ تیز رفتار گھوڑے بھی چھلانگیں لگا کر اس کے پار نہ اتر سکیں۔ تو یہ خندق کھودنا کون احمق ہے جو سمجھتا ہے کہ چند دنوں کی بات تھی۔ اور اس خندق کی اطلاع بھی دشمن کو مل رہی ہوگی۔ لیکن تیاری اس وقت شروع کر دی تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جب کہ دشمن کے منصوبے ابھی بالکل آغاز میں تھے اور وہ فوجیں جمع کر رہا تھا ابھی اس کا نظام مکمل نہیں ہوا تھا کہ ادھر خندق شروع ہو چکی تھی اور پیشتر اس کے کہ دشمن ہجوم کر کے مدینے میں داخل ہوتا، اس کی راہ میں یہ خندق کھودی جا چکی تھی۔ اور محنت ایسی تھی کہ اس کی کم مثال دنیا میں ملتی ہے۔ وقار عمل آپ لوگ بھی کرتے ہیں بہت خوشی ہوتی ہے دیکھ کے، بڑی محنت کرتے ہیں اور پھر دل چاہتا ہے کہ اس محنت کی داد بھی ملے اور مجھے بھی وقار عمل کے بعد بھی خط ملتے ہیں کہ اس طرح ہم نے اتنے دن وقار عمل کیا۔ مگر وہ وقار عمل جو غزوہ خندق کے موقع پر کیا گیا اس کی کیا شان تھی، اس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ صحابہؓ پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے، دن رات مسلسل محنت میں مصروف تھے۔ کھانے کو روٹی میسر نہیں تھی۔ قسمت سے کچھ کھانے کو مل جاتا تو اسی پر گزارہ کرتے تھے اور اتنی تنگی کی حالت تھی کہ صحابہؓ جو بہت ہی صبر سے کام کر رہے تھے۔ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کے کہا یا رسول اللہؐ، اب تو حد ہو گئی ہے، اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا ایک صحابی نے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ دیکھیں پیٹ پر پتھر بندھا ہوا ہے۔ یعنی بھوک کی شدت سے جو درد ہوتی ہے، تکلیف ہوتی ہے اس کو روکنے کے لئے عربوں کا دستور تھا کہ پیٹ پہ پتھر باندھ لیتے تھے۔

آخر ایک نہ ایک دن دنیا کی لذتوں کو چھوڑنا ہے

یہ بات خوب ذہن نشین رہنی چاہئے کہ آخر ایک نہ ایک دن دنیا اور اس کی لذتوں کو چھوڑنا ہے تو پھر کیوں نہ انسان اس وقت سے پہلے ہی ان لذات کے ناجائز طریق حصول چھوڑ دے۔ موت نے بڑے بڑے راستبازوں اور مقبولوں کو نہیں چھوڑا۔ اور وہ نوجوانوں یا بڑے سے بڑے دولت مند اور بزرگ کی پروا نہیں کرتی۔ پھر تم کو کیوں چھوڑنے لگی۔ پس دنیا اور اس کی راحتوں کو زندگی کے منجملہ اسباب سے سمجھو اور خدا تعالیٰ کی عبادت کا ذریعہ۔ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS 081 877 0762
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا تو اس پہ دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا تمہارا رہنما ہوں لیکن کسی محنت میں تم سے پیچھے نہیں ہوں۔ ہر محنت، ہر قربانی میں تم سے آگے ہوں۔ یہ مضمون ہے "مہل الکافرین امہلھم رویدا"۔ یہ کہاں سے نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ بیٹھے رہو چپ کر کے، ہاتھ پہ ہاتھ دھر لو اور جو کچھ ہے خدا اوپر سے کرتا رہے گا۔ ان لوگوں کے لئے کرتا ہے جو اپنی طاقت کے انتہائی ذرے ذرے کو بھی خدمت دین میں جھونک چکتے ہیں اور پھر کوئی بس نہیں پاتے، پھر بھی کوئی راہ نہیں پاتے۔ پس اس حال میں صحابہؓ نے خندق کھودی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت کے نشان دکھائے۔ ساتھ ساتھ حضرت اقدس محمد رسول اللہؐ کی دعائیں تھیں جو مومنوں کو یقین دلا رہی تھیں کہ اس خندق کے ذریعے نہیں بلکہ آسمان پر ایک کارروائی ہونے والی ہے جس کے نتیجے میں نہ صرف ہماری حفاظت ہوگی بلکہ ہمیں دنیا پر عظیم غلبہ عطا ہوگا۔ اسی خندق کھودنے کے دوران ایک موقع پر ایک ایسی سخت چٹان حائل ہو گئی کہ اگر اس کو توڑا نہ جاتا تو خندق بیکار ہو جاتی۔ کیونکہ ایک خندق کا حصہ ایسا ہوتا جو دونوں کناروں کو ملائے رکھتا اور اس کے نتیجے میں خندق کا مقصد ہی زائل اور باطل ہو جاتا۔ اب صحابہؓ کی بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے عزت اور محبت اور پھر آپ پر ایمان کی حالت کو دیکھیں۔ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فاقوں کی وجہ سے ہم سے بھی زیادہ کمزور ہو چکے ہیں لیکن جب سخت چٹان کو دیکھا کہ کسی طاقتور کی چوٹوں سے بھی نہیں ٹوٹتی تو محمدؐ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ! آپؐ کچھ کریں۔ آپ کے کدال کی چوٹیں، جو بھی آلہ مارا جاتا ہے اس کی چوٹ سے کچھ ہو تو ہو ہمارے بس کی بات تو نہیں رہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان سے زیادہ اپنے رب پر ایمان تھا جتنا محمدؐ رسول اللہ پر صحابہ کو ایمان تھا۔ آپؐ نے گینتی اٹھائی اور فرمایا چلو دکھاؤ کہاں ہے وہ۔ پہلے وار کیا اور اس میں سے ایک شعلہ نکلا اور پھر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور اس چٹان کا ایک حصہ ٹوٹ گیا۔ پھر آپ نے دوسری بار گینتی کو اٹھایا اور بڑے زور سے اس پر وار کیا اس میں سے بھی شعلہ نکلا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ پھر تیسری دفعہ بھی ایسا ہی ہوا۔ اور وہ مضبوط چٹان جو طاقتور صحابہ کی چوٹوں سے بھی ٹوٹتی نہیں تھی وہ اس حالت میں ریزہ ریزہ ہو گئی کہ پھر آگے اس کو توڑنا ایک آسان کام ہو گیا۔ ریزہ ریزہ نہیں ایسا شگاف اس میں پڑ گیا کہ جس کے نتیجے میں پھر آگے اس پہ کام کرنا مشکل نہ رہا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ شعلے نکلتے تھے اور آپؐ اللہ اکبر کے نعرے کیوں بلند کرتے تھے۔ آپؐ نے بتایا کہ جب پہلی دفعہ شعلہ بلند ہوا تو خدا نے مجھے کسریٰ کے محلات کی چابیاں دکھائیں۔ پھر دوسری دفعہ شعلہ بلند ہوا تو فلاں علاقے خیبر کی چابیاں یا جس علاقے کا بھی وہ ذکر کیا تھا مجھے اس وقت تفصیل یاد نہیں، تین دفعہ آپؐ کے ہر وار کے نتیجے میں آپؐ کو ایک ایسی خوش خبری دی گئی جو دفاع کی نہیں بلکہ فتح کی خوش خبری تھی۔ یہ وہ مضمون ہے جہاں انسانی تدبیر کام چھوڑ بیٹھتی ہے اور الٰہی تدبیر کا دائرہ شروع ہوتا ہے اور یہی دعا کا مضمون ہے۔ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعا ہی تھی جس نے یہ عظیم الشان نتیجہ پیدا کیا ورنہ انسانی طاقت یا بس میں کہاں یہ بات تھی کہ اس وقت جب کہ اپنی جان کے لالے پڑے ہوں، جب کہ خندق تک کھودنا دشوار ہو رہا ہو، جب یہ ممکن نہ ہو کہ ایک چٹان ہی کو توڑ سکیں اس وقت یہ خبر دے سکیں کوئی انسان کہ میں کسریٰ کے محلات کی چابیاں اپنے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں اور فلاں قلعے کو فتح ہوتے دیکھ رہا ہوں اور فلاں قلعہ کو فتح ہوتے دیکھ رہا ہوں اور بعینہٖ ویسے ہوا۔

پس یہ مضمون ہے "فمہل الکافرین امہلھم رویدا" یہ مطلب نہیں ہے کہ اپنے ہاتھ توڑ کر بیٹھ رہو۔ مراد یہ ہے کہ جو کچھ بس چلتا ہے کر گزرو اور پھر بھی تم دیکھو گے کہ تمہاری طاقت سے بڑھ کر معاملہ ہے۔ تب یاد رکھنا کہ اگر تم میری طرف جھکو گے تو میں آسمان پر سے ایک تدبیر کروں گا اور وہ تدبیر جب ظاہر ہوگی تو دشمن کی ہر تدبیر کے چھکے چھڑا دے گی، ہر تدبیر کو ناکام اور نامراد کر دے گی۔ پس دعوت الی اللہ کرنے والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر نظر رکھنی چاہئے۔ آپؐ کے اسوہ سے نصیحت پکڑنی چاہئے۔ آپؐ کے راہ سے راہ عمل حاصل کرنی چاہئے اور اس طریق پر اگر آپ بیدار مغزی سے دشمن کی کارروائیوں پر نظر رکھیں گے۔ جوابی کارروائی جس حد تک ممکن ہے کریں گے لیکن دعا کرتے رہیں گے کہ اے خدا اپنی آسمانی تدبیر ظاہر فرما تو کمزوری کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ آپ کو بڑے بڑے عظیم ممالک اور بڑی بڑی عظیم قوموں کی فتوحات کی خوش خبریاں عطا کرے گا۔ یہ وہ نعرہ تکبیر ہے جو حقیقت میں آسمان کے کناروں تک پہنچتا ہے اور آسمان کے کنارے اس کی قوت سے لرزنے لگتے ہیں۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اس طرف نظر کرتے ہوئے الٰہی تدبیر کے لئے دعائیں کریں گے اور یہ تدبیر ظاہر ہو بھی چکی ہے اور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اگر آپ آنکھیں بند کر لیں تو الگ بات ہے مگر آپ نظر ڈال کے دیکھیں کہ پاکستان کے علماء نے اور پاکستان کی حکومت نے آپ کے خلاف کیا تدبیر کی تھی۔ وہ ایسا وقت تھا جب کہ جماعت کے بس میں کچھ بھی نہیں تھا، بالکل ناطاقتی کا عالم تھا۔ یہ اطلاع ملتی تھی کہ اب یہ منصوبہ بنا ہے، اب یہ منصوبہ بنا ہے، اب یہ آرڈیننس جاری ہو رہا ہے، اب یہ کارروائیاں کی جا رہی ہیں۔ جواب میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ ہم یہ کریں گے اور وہ کریں گے۔ ایسی حالت تھی کہ کچھ کرنے کی صلاحیت ہی موجود نہیں تھی۔ اس وقت سوائے دعا کے اور کوئی توجہ نہیں تھی۔ دن رات خدا کے حضور جماعت رو رہی تھی اور گڑگڑا رہی تھی کہ اے خدا تو ہی ہے ہمارا، ہمارا دنیا میں اور کچھ نہیں ہے۔ اب دیکھو دشمن کے منصوبوں کو خدا نے کیسا الٹایا۔ اس منصوبے کا آخری مدعا یہ تھا کہ آپ کی آوازیں گھونٹ دی جائیں گلوں میں۔ آپ کو اذان تک کہنے کی اجازت نہ ملے۔ آپ کلمہ "لاالہ الااللہ" بھی بلند آواز سے نہ پڑھ سکیں اور پاکستان میں کہیں ایک جگہ بھی جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچانے کی جماعت کو استطاعت نہ رہے۔ یہ وہ منصوبہ ہے جس کے متعلق اللہ فرماتا ہے کہ "انھم یکیدون کیدا" بڑا سخت منصوبہ بنا رہے ہیں ظالم لوگ۔ ایسی تدبیر کہ اگر چل جائے تو سارا نظام جماعت بالکل معطل اور مفلوج ہو کے رہ جاتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس بے قرار جماعت کی دعاؤں کو سنا اور آپ اس آواز کو سن رہے تھے یا نہیں سن رہے تھے مگر آسمان یہ آوازیں دے رہا تھا "واکید کیدا" اے میرے مظلوم، معصوم بندو، میں بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں۔ "فمہل الکافرین امہلھم رویدا" تم کچھ نہیں کر سکتے تو اب دشمن کو اپنے حال پر چھوڑ دو اور دیکھو کہ میری تدبیر جب نازل ہوگی تو ان کی تدبیروں کا کیا رہے گا۔ اب آسمان سے M.T.A. کے ذریعے خدا نے گھر گھر آوازیں پہنچانے کا نظام جاری فرمایا ہے یہ الٰہی تدبیر ہے جس کا ذکر اس آیت میں ملتا ہے "واکید کیدا" اور جب ظاہر ہوتی ہے تو بالکل مایوس اور ناکام اور تحلّل کر کے رکھ دیتی ہے دشمن کو۔ کوئی پیش نہیں جاتی، کوئی چارہ باقی نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اپنا نظام بھی جوابی کارروائی کا بنا رکھا ہے اور اس جوابی کارروائی کے نظام کا دعا سے تعلق ہے۔ جب مومن خدا کو پکارتا ہے تو ایک نظام ہے جو پہلے ہی سے موجود ہے وہ متحرک ہو جاتا ہے

آج ہی کی ڈاک میں ایک دشمن احمدیت اخبار کی ایک کٹنگ مجھے موصول ہوئی اس میں جیسا کہ ان کی عادت ہے بڑے بول بھی بولے گئے کہ ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے۔ مگر ہر پیرے میں کچھ سطریں مایوسی کے اظہار کی ایسی تھیں کہ جس سے یہ پتہ چلتا تھا کہ اب ان کی کچھ بھی پیش نہیں جا سکتی۔ بار بار ایم ٹی اے کو کوستے تھے کہ دیکھو۔ اور حالت یہ ہے ان کی حماقت کی اور ظلم کی کہ دیکھو انگریز کا لگایا ہوا پودا M.T.A. کے ذریعے تمام دنیا کو گمراہ کر رہا ہے اور امت محمدیہ کروڑوں کروڑ ہونے کے باوجود ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، ان کی راہ میں کوئی روک حائل نہیں کر سکتی۔ کس قدر ظلم کی بات ہے یعنی ایک طرف انگریز کو رکھ رہے ہیں دوسری طرف محمدؐ رسول اللہ کی امت کو اور اقرار یہ کر رہے ہیں کہ محمدؐ رسول اللہ کی امت انگریز کے پودے کے مقابل پر بالکل ناکارہ اور بے کار ہو کے بیٹھ گئی ہے، کچھ بھی اس میں طاقت باقی نہیں رہی۔ کاش ان کو یہ سمجھ آتی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی تو پیش گوئی فرمائی تھی۔ آپ نے دشمن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ تم سمجھتے ہو کہ میں انگریز کا لگایا ہوا پودا ہوں، میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں یہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الفاظ استعمال کئے مگر میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ اس دھوکے میں نہ رہنا میں خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہوں اور ناممکن ہے کہ خدا کسی کو یہ طاقت دے کہ اس پودے کو اکھاڑ پھینکے۔ آپ نے فرمایا جو تدبیریں تمہاری طاقت میں تھیں تم کر بیٹھے ہو اور بھی کر رہے ہو، دعا کی تدبیر بھی استعمال کر کے دیکھ لو۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مشورہ اپنی ذات میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی ایک عظیم دلیل ہے۔ وہ دشمن جو خدا والا ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا اس کو دعا کی ہوش نہیں تھی اور جس کو وہ خدا سے دور کہہ رہے تھے وہ ان کو توجہ دلا رہا ہے کہ اصل فیصلے تو آسمان پر ہوا کرتے ہیں تمہاری زمینی کوششیں کیا کر سکتی ہیں۔ ایک رستہ جس طرف تمہاری نگاہ نہیں ہے ہاں اگر تم سچے ہو اور وہ رستہ کھل جائے تو میرا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا، میرا تمام سلسلہ نیست و نابود ہو جائے گا اور وہ دعا کا رستہ ہے۔ پس آپ نے فرمایا کہ تدبیریں تو کر چکے اب دعائیں کرو اور دعائیں بھی ایسی کرو کہ روتے روتے تمہاری پلکیں جھڑ جائیں، تمہاری آنکھوں کے حلقے گل جائیں، ایسے سجدے میں ماتھے رگڑو کہ تمہارے ماتھے گھس جائیں اور ناطاقتی سے غشیوں کے دورے پڑنے لگیں مگر خدا کی قسم تمہاری ساری دعائیں بے کار جائیں گی کیونکہ میں کسی انگریز کا لگایا ہوا پودا نہیں، میں خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہوں۔ وہ جانتا ہے کہ کیسے اس پودے کی حفاظت کرنی ہے۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے میں بڑھوں گا، پھولوں گا اور پھلوں گا اور تم کچھ بھی نہیں کر سکو گے۔

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کرواسکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

پس یہ ہے تدبیر الٰہی جب وہ آسمان سے نازل ہوتی ہے تو حیرت انگیز کام دکھاتی ہے۔ پس M.T.A. کے ذریعے بھی جو پیغام اب ان کے گھروں میں پہنچ رہا ہے بالکل بے کار ہو کے رہ گئے ہیں، منصوبے بنا رہے ہیں، حکومتوں کی طرف دوڑ رہے ہیں، کبھی سعودیہ کی طرف نگاہ ہے کہ وہ پیسے دے، کبھی لیبیا کی طرف دوڑتے ہیں، کبھی ایران کی منتیں کرتے ہیں کہ کچھ کرو، کچھ پیسے دو، ہم بھی ایک سٹیشن کھولیں۔ مگر سٹیشن کھولو گے تو عقل کہاں سے لاؤ گے۔ سٹیشن کھولو گے تو قرآن کا علم کیسے حاصل کر لو گے۔ وہ جماعت جس پر خدا کے فضل نازل ہوں، جن کے دماغ خدا نے روشن کئے ہوں، جن کو اللہ آسمان سے علوم سکھاتا ہو، ان کا مقابلہ تم کیسے کر سکتے ہو۔ سٹیشن کھولو گے تو اور زیادہ لوگ ہماری طرف متوجہ ہونگے۔ کیونکہ جو سٹیشن بھی تم بناؤ گے اگر عالمی بھی ہو اور دن رات بھی چلے تو اگر ان میں ناچ گانا نہ ہوا تو کسی نے سننا ہی کچھ نہیں اور جو گندی گالیاں دیتے ہو کتنی دیر دو گے۔ کچھ دنوں کے بعد لوگوں کے دل بھر جائیں گے، لوگ کراہت کرنے لگیں گے یہ کیا داڑھیوں والے مولوی روزانہ آ کر ہر وقت منہ سے جھاگ نکالتے اور بکواس کرتے چلے جا رہے ہیں۔ انسانی فطرت ہے یہ اس کا جواب میں بتا رہا ہوں میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ رہا۔ ان پر ہی کل لوگ لعنتیں ڈالیں گے یہ تم نے سٹیشن کھولا ہے اس پر اتنا خرچ کر رہے ہو قوم کا۔ نہ کوئی سنے گا ریڈیو سٹیشن ان کے چلتے رہیں، ٹیلی ویژن چلتے رہیں، ادھر سے سیٹ ہی نہ چلیں تو پھر کن تک یہ آواز پہنچے گی۔ مگر جماعت احمدیہ کا ٹیلی ویژن ہے اللہ کے فضل سے، یہ چونکہ آسمان سے اترا ہے "واکید کیدا" کی یہ ایک تفسیر ہے اس لئے دیکھیں کہ یہ روک رہے ہیں پھر بھی لوگ سنتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ لوگ جو احمدیت کے نام سے بھی نا آشنا تھے M.T.A. کے ذریعے نہ صرف آشنا ہوئے بلکہ خطوط لکھتے ہیں کہ ظلم ہے ہمارے لئے اتنا تھوڑا پروگرام، ہمیں زیادہ پروگرام دو، ہم روزانہ یہ پروگرام سننا چاہتے ہیں، کبھی بھی آج تک ہم نے کسی ٹیلی ویژن کو اسلامی پروگرام پیش کرتے نہیں دیکھا اگر کوئی حقیقت میں اسلامی پروگرام ہے تو وہ M.T.A. کا پروگرام ہے۔ اور یہ آواز پھیل رہی ہے، اس کی مقبولیت پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ مولوی جتنا چاہیں زور لگائیں اور لگا رہے ہیں کوئی ان کی نہیں سنتا اور زیادہ سے زیادہ لوگ انٹینے ہمارے Transponder کی طرف رخ کر کے لگاتے ہیں بلکہ بعض ممالک میں تو حیرت انگیز مجھے اطلاع ملی، عرب ممالک کی بات کر رہا ہوں کہ ایک احمدی وہاں وہ ڈش انٹینا کا کام کرتے ہیں انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ، دو دفعہ کی بات نہیں اب تو اکثر یہ ہو رہا ہے کہ جب مجھے ڈش انٹینا لگانے کے لئے بلایا جاتا ہے تو کہتے ہیں تم M.T.A. لگا سکتے ہو کہ نہیں اگر M.T.A. نہیں لگا سکتے تو جاؤ ہم تم سے نہیں لگوائیں گے۔ اتنی مقبولیت بڑھ رہی ہے۔ اب اس آسمان سے اترنے والی مقبولیت کا یہ کیا جواب رکھتے ہیں ان کی کوئی پیش نہیں جا سکتی۔

دعوت الی اللہ کرنے والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر نظر رکھنی چاہئے، آپؐ کے اسوہ سے نصیحت پکڑنی چاہئے

لیکن اس ضمن میں جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا پہلے بھی بہت سے کاموں کی ضرورت ہے، ابھی بہت سے منصوبوں کی ضرورت ہے، وہ منصوبہ جو خدا بناتا ہے اس کی تائید میں پھر زمین پہ بھی منصوبے بننے چاہئیں۔ جس رخ پہ خدا ہوائیں چلاتا ہے اس رخ پر مومن کو بھی تو آگے بڑھنے کی جدوجہد کرنی چاہئے۔ ہواؤں کے رخ پر چلنے کے لئے ٹانگوں کا استعمال چاہئے اور وہ مومن جن کو خدا نے پر پرواز عطا کئے ہوں، اڑنے کی طاقت ہو ان کو ہواؤں کے رخ پہ اڑتے چلے جانا چاہئے۔ لیکن ٹانگوں کا استعمال نہ کریں، اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خاص صلاحیتوں کو جن کو میں مومن کے پر کہہ رہا ہوں، ان کو اگر آپ استعمال نہ کریں تو پھر ان ہواؤں کا کیا فائدہ۔

اس ضمن میں جرمنی کی جماعت خصوصیت سے اس وقت میرے مخاطب ہے۔ باقی دنیا کی جماعتیں بھی اسی ذیل میں آتی ہیں مگر میں اس وقت آپ کے ملک میں کھڑا ہو کے یہ خطبہ دے رہا ہوں۔ آپ لوگوں کی کارروائیاں دیکھی ہیں جس طرح خدا کے فضل سے آپ لوگ محنت کر رہے ہیں جو نتیجے ظاہر ہو رہے ہیں ان کو مزید کامیاب بنانے کے لئے میں آپ کو کچھ باتیں سمجھانی چاہتا ہوں۔ M.T.A. کے تعلق میں اس ایک دورے ہی میں اتنے پروگرام تیار ہوئے ہیں کہ اگر آپ ان سے ہی پورا استفادہ کر سکیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑی کامیابی ہوگی اور آپ کی بہت بڑی ضرورت پوری ہو جائے گی۔ جلسہ تو تین دن کا تھا لیکن مسلسل اس کے بعد سے پروگرام جاری ہیں۔ صبح، دوپہر، رات جماعت جرمنی کے مختلف علاقوں کے پروگرام ہیں ان میں کارروائیاں ہو رہی ہیں اور کثرت سے لوگ یعنی غیر مسلم بھی اور غیر احمدی مسلم بھی ان میں شامل ہوتے ہیں، ہر قسم کے سوالات کئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر مجلس کے بعد کھلم کھلا شامل ہونے والے اعتراف کرتے ہیں کہ ہماری غلط فہمیاں دور ہوئیں، ہمارے دلوں کو اطمینان حاصل ہوا۔ یہ کارروائیاں جس علاقے میں ہوتی ہیں وہاں اگر زیادہ بھی آدمی آئیں تو زیادہ سے زیادہ چند سو ہوتے ہیں اور بعض دفعہ ایک سو ڈیڑھ سو تک تعداد پہنچتی ہے، بعض دفعہ پچاس، ساٹھ، ستر تک کی تعداد رہ جاتی ہے۔ لیکن جو کارروائی ہے اس کا تعلق ساٹھ، ستر یا سو دو سو سے تو نہیں ہے۔ اس کا تعلق تو ہزاروں لاکھوں سے ہے۔ اگر وہ ہزاروں لاکھوں تک نہ پہنچے تو اس محنت کا بہت تھوڑا پھل ہم حاصل کر سکیں گے۔ اس لئے یہ وہ نظام ہے جس کو بڑے غور اور تدبیر کے ساتھ جائزہ لے کر اس کے مطابق منصوبہ بننا چاہئے اور منصوبے پر عمل درآمد شروع ہو جانا چاہئے۔ مبشر باجوہ مرحوم نے ایک دفعہ مجھ سے کہا کہ میں جب ایک مجلس دیکھتا ہوں بوزنینز کے ساتھ تو میرے دل میں ایک آگ سی لگ جاتی ہے کاش طاقت ہو تو اس مجلس کو سارے بوزنینز تک پہنچا دوں اور دعا کریں کہ اللہ مجھے توفیق دے۔ اب ان کے نام پر آج انشاء اللہ یا پرسوں ایک سٹوڈیو قائم کیا جا رہا ہے اس میں یہی کام ہونگے۔ مگر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ایک دل میں آگ لگی ہوئی تھی اور وہ کوشش کر رہے تھے اور دن رات محنت کرتے تھے۔ مگر اگر وہ کر بھی لیں تو تب بھی حقیقت میں جو اعلیٰ مقصد ہے وہ پوری طرح حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ کہاں تک ایک انسان وڈیو لے کر لوگوں کے پیچھے بھاگے گا اور پھر ان کو اکٹھا کر کے ان کو سنائے۔ جن جماعتوں میں طاقت ہے ان کو کرنا چاہئے مگر اصل ذریعہ M.T.A. کا ہے۔ اگر جو ویڈیوز اب تیار ہوئی ہیں ان میں سے ہر ویڈیو کے لئے جرمن ورشن (German Version) الگ تیار ہو، البانین ورشن الگ تیار ہو، بوزنین ورشن الگ تیار ہو، ٹرکش ورشن الگ تیار ہو Arabic ورشن الگ تیار ہو، بلغارین ورشن الگ تیار ہو اور رومانین (Romanian) ورشن الگ تیار ہو تو دیکھیں کتنا بڑا کام ہے۔ لیکن ایک دفعہ یہ کام ہو تو آپ کی بہت سی مشکلات حل ہو جائیں گی پھر آپ اگر سرحدوں پر گھوڑے باندھیں گے اور وقت پہ آواز دیں گے کہ فلاں طرف ہم خطرے کو محسوس کر رہے ہیں، وہاں خطرے کے آثار دیکھ رہے ہیں تو پہلے ہی سے جوابی کارروائی تیار ہوگی اور آناً فاناً آپ کا پیغام ایم ٹی اے کو پہنچ سکتا ہے کہ اس وقت ہمیں بوزنین میں جوابی کارروائی کے لئے فلاں فلاں کیسٹس کی ضرورت ہے جو پہلے سے تیار شدہ آپ کے پاس موجود ہیں ان کو بوزنین کے وقت میں چلانا شروع کریں تاکہ پیشتر اس کے کہ غلط فہمیاں دلوں میں جگہ پا سکیں ان کو داخل ہونے سے ہی روک دیا جائے۔

یہ منصوبہ جب تک مکمل طور پر پہلے تشکیل نہ پا چکا ہو اور دفاعی نظام مکمل نہ ہو چکا ہو، اس کا ڈھانچہ مکمل نہ ہو چکا ہو، اس وقت تک اچانک اگر کچھ ہوا اور آپ کو خبر مل گئی تو آپ کچھ نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے جو بات میں نے شروع میں کہی تھی اس سارے مضمون کو واپس اسی طرف لوٹا رہا ہوں اور اس کے حوالے سے اب میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے کاموں کو اس طرح مستعد کریں کہ ہر زبان کا ایک سیکشن ہو، اس سیکشن کے لئے وہ تمام ضروریات مہیا ہوں جو اس زبان میں احمدیہ ویڈیوز تیار کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ ان میں کوئی ایسا انسان موجود ہو جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بنیادی دینی علوم بھی سمجھتا ہو اور انتظامیہ صلاحیتیں بھی رکھتا ہو اور پھر ہر زبان میں وہ ویڈیوز اعلیٰ پیمانے پر تیار ہو کر اس کثرت سے ہمیں پہنچنی شروع ہوں کہ ہم پھر یقین کے ساتھ الگ پروگرام جاری کر سکیں۔

میری خواہش ہے کہ اب ایم ٹی اے کے اوپر مستقلاً عربی بجائے اس کے کہ تین دن کا "لقاء مع العرب" ہو کم از کم ایک گھنٹہ روزانہ کا "لقاء مع العرب" پروگرام چلے اور اس کے لئے مواد بہت

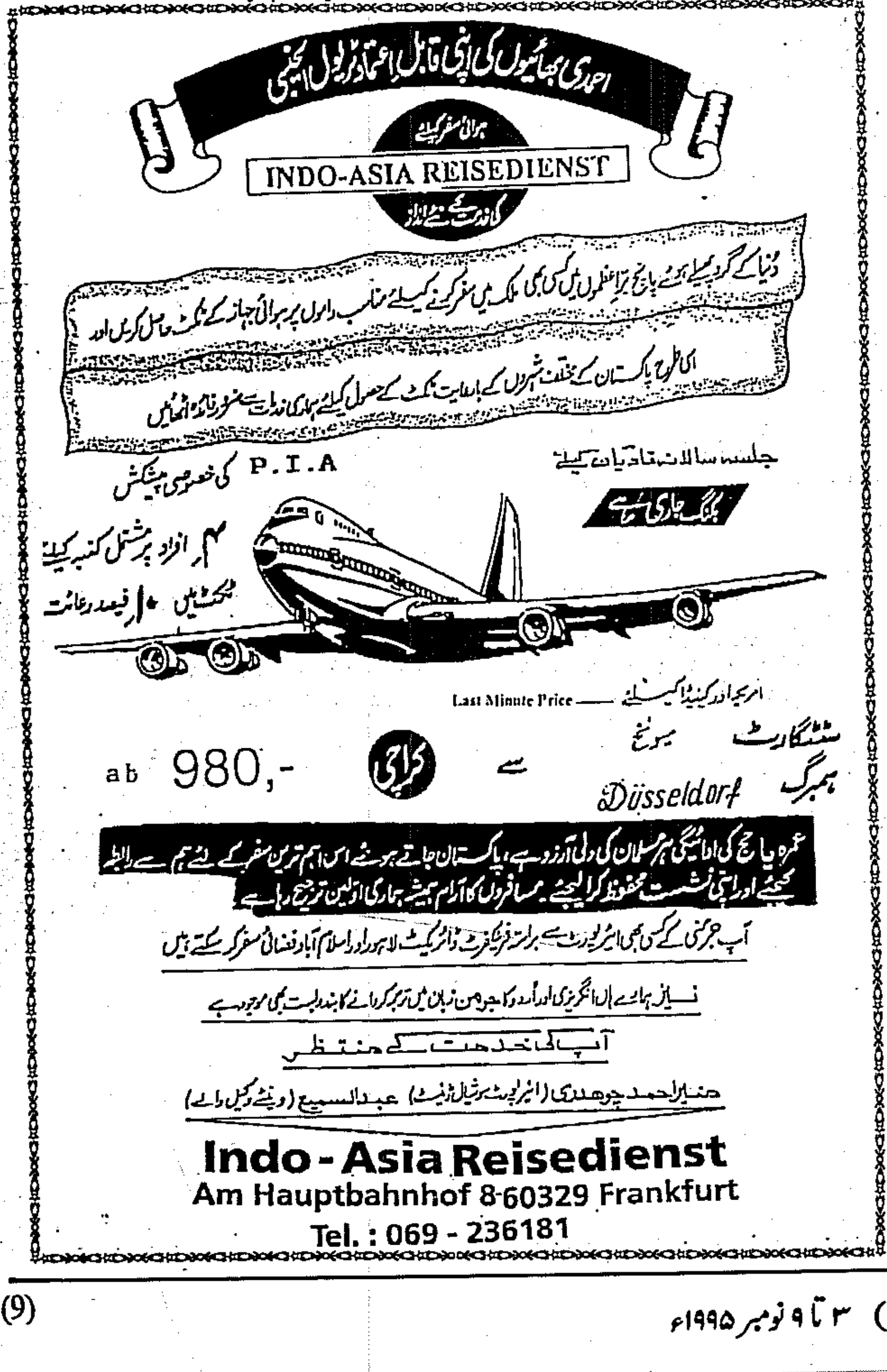

ہے۔ اگر میرے دورے کی ویڈیوز کو ہی عربی زبان میں ڈھال لیا جائے اور دیگر جو ویڈیوز تیار ہو چکی ہیں مثلاً قرآن کریم کی کلاسز ہیں، مثلاً دوسرے لوگوں سے سوال وجواب کی مجالس ہیں، ان سب کو اگر عربی زبان میں ڈھال لیا جائے تو مستقلاً ہم روزانہ الگ پروگرام پیش کر سکتے ہیں۔ ہزاروں گھنٹوں کے پروگرام بن سکتے ہیں اور پھر ان میں سے بہت سے ایسے ہونگے جن کو لازماً دہرانا بھی ہوگا۔ کیونکہ وہ ایسے مضمون سے تعلق رکھنے والے ہیں جن کو ایک دفعہ بیان کرنا کافی نہیں۔ بعض دفعہ آج ایک بات پوری طرح سمجھ نہیں آئی اگر دہرائی جائے تو پھر کل پوری طرح سمجھ آ سکتی ہے۔ بعض مضامین گہرے ہوتے ہیں، بار بار سننے پڑتے ہیں، اس کے لئے ہمیں بار بار سنانے ہونگے۔ اور اس کے علاوہ Audiance بدلتے رہتے ہیں، ٹیلی ویژن Viewers بدلتے رہتے ہیں یہ تو نہیں کہ وہ ہر وقت ٹیلی ویژن سے چمٹا ہوا ہے۔ آج کسی نے کھولا، کل کسی نے کھولا، آج کسی کو کوئی وقت میسر آیا کل کسی کو کوئی اور وقت میسر آیا اسی طرح لوگ دیکھتے ہیں۔ بعض دفعہ جن علاقوں میں آدھی رات کو ٹیلی ویژن کے پیغامات پہنچ رہے ہوتے ہیں وہاں سے آدھی رات کو یا اس کے بعد بھی ایک سننے والا سنتا ہے اور ہمیں خط لکھتا ہے کہ رات میں دیکھ رہا تھا تو اچانک M.T.A. ظاہر ہوا اور اس میں یہ دلچسپ بات میں نے دیکھی، مجھے بتائیں کہ آپ کے پروگرام مستقلاً کن کن لوگوں کے لئے کن کن زبانوں میں جاری ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو یہ بہت ہی ضروری کام ہیں جو ہونے والے ہیں لیکن اس کے لئے وقت کی بھی بہت ضرورت ہے۔ وقت کا اللہ تعالیٰ نے انتظام پہلے بھی کیا تھا آئندہ بھی مجھے کامل یقین ہے کہ کرے گا۔ کیونکہ گزشتہ ایک سال سے میرے دل میں یہ تڑپ پیدا ہو رہی ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں چوبیس گھنٹے کے ٹیلی ویژن عطا کرے۔ اب تین گھنٹے یا چار گھنٹے یا چھ گھنٹے کی بات نہیں رہی۔ وہی "دواں دا ویلا" والی بات ہے۔ وہ آپ کو لطیفہ سنا چکا ہوں مگر جرمنی کی جماعت کو لطیفوں کا بڑا شوق ہے اس لئے میں پھر سنا دیتا ہوں۔ وہ ایک دفعہ کشتی پر ایک چوہدری اور اس کے ساتھ ایک میراثی سوار ہوئے اور پنجاب کا دستور تھا اور بھی جگہوں پر ہوگا، کہ جب کشتی گرداب میں آتی ہے تو کشتی والا ملاح آواز دیا کرتا تھا کہ سائیں خضر کے نام پر کچھ خیرات ڈال دو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ تو عام طور پر چوہدری صاحب جب بھی میراثی کو ہرانے کی کوشش کرتے تھے میراثی زیادہ ذہین، زیادہ طاق اور چاک و چوبند تھا، وہ ہمیشہ بات الٹا دیا کرتا تھا۔ تو چوہدری صاحب کو خیال آیا کہ اب موقع ہے اس سے انتقام لے لوں۔ اور انتقام لینے کی ایسی سوجھی کہ وہ میراثی بے چارہ کھودا تھا، اس کی داڑھی پہ صرف دو بال تھے اور چوہدری کی بھرپور داڑھی تھی۔ تو چوہدری صاحب نے جب آواز سنی کے خواجہ خضر کے نام پر کچھ خیرات دے دینی چاہئے تو چوہدری صاحب نے بلند آواز سے کہا کہ آج بجائے پیسوں کے بہتر ہے کہ داڑھی کے دو دو بال اتار کر نوچ کر ہم دریا میں ڈال دیں۔ مراد یہ تھی کہ میراثی کی تو صرف داڑھی ہی یہ ہے، ساری داڑھی اکھڑ جائے گی۔ تو میراثی مڑ کے بولا "چوہدری جی ایہہ دواں دا ویلا اے" کون ہے وہ خبیث جو ساری داڑھی نہ اکھیڑ کے پھینک دے۔ تو یہ تو لطیفے کی بات ہے مگر خدا گواہ ہے کہ "دواں دا ویلا" نہیں رہا۔ اب تو سب کچھ جھونک دینے کا وقت آ گیا ہے۔

پس میں تو یہی اللہ سے عرض کرتا رہا کہ اب دو تین گھنٹے کا وقت کہاں رہا اب تو دنیا میں ہر طرف سے طلب پیدا ہو رہی ہے، پیاس بڑھ رہی ہے، مطالبے آ رہے ہیں۔ اب دو گھنٹوں میں یا تین گھنٹوں میں یا چھ گھنٹوں میں ہم کیا کام کر سکیں گے۔ ہمیں عالمی برابر چوبیس گھنٹوں کے پروگرام دے اور میں نے ہدایت کی ہے اس ضمن میں انشاء اللہ تعالیٰ جو بھی صورت ہوگی میں امید لگائے بیٹھا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمیں ضرور چوبیس گھنٹے کے عالمی پروگرام عطا کرے گا۔ اور ان پروگراموں کو بھرنے کے لئے اب یہ کارروائی ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ اگر چوبیس گھنٹے کے پروگرام ہوں تو ہر ملک کی نسبت سے اس کے اوقات کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ بآسانی دنیا کے ہر ملک کے لئے مناسب حال وقت مقرر کر سکتے ہیں اور وہ زبانیں اس وقت میں چلا سکتے ہیں جو زبانیں ان ملکوں میں بولی جاتی ہیں مگر ان کے لئے تیاری چاہئے۔

اب یورپ کے لئے مثلاً کم سے کم ان زبانوں میں تیاری ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ جرمن پروگرام ہے، پھر فرنچ پروگرام ہے، پھر ڈینش ہے، نارویجن ہے اور بہت سی زبانیں ہیں یہاں، اٹالین ہے، سپینش ہے۔ ان سب زبانوں میں نئے پروگرام بنانے کی تو آپ کو استطاعت نہیں ہے نہ ہمارے پاس وقت ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنی تقدیر سے پہلے ہی سے اس کثرت سے ایسے پروگرام بنا دئے ہیں کہ جن کو اگر ترجمہ کر کے ہم ویڈیوز میں بھر دیں تو ہر زبان کے لئے ایک باقاعدہ معین پروگرام کے مطابق بعض گھنٹے مقرر کر سکتے ہیں۔ البانینز کو پتہ ہو کہ روزانہ ایک یا دو کون سے گھنٹے ہیں جن میں لازماً ہمیشہ البانین پروگرام سن سکیں گے۔ بوزنینز کو پتہ ہو کہ ہماری زبان کا وقت فلاں ہے، جرمنز کو پتہ ہو کہ ہماری زبان کے لئے فلاں وقت ہے۔ سپینش کو پتہ ہو کہ ہماری زبان کا فلاں وقت ہے۔ فرنچ کو پتہ ہو کہ ہماری زبان کا فلاں وقت ہے۔ عرب عین وقت کے اوپر تیار رہیں اس پروگرام کو دیکھنے کے لئے۔ ٹرکش اپنے وقت پر اپنے پروگرام کو دیکھنے کے لئے تیار رہیں۔ یہ وہ منصوبہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے اور میں جیسا کہ ہمیشہ میں نے دیکھا ہے جماعت سے اپیل کرتا ہوں اس یقین پر کہ جماعت ضرور بیداری کے ساتھ لبیک کہے گی اور جماعت جرمنی پر سب سے زیادہ کام کا بوجھ ہوگا کیونکہ جتنی زبانوں میں آپ تبلیغ کر رہے ہیں، جتنی مختلف زبانیں بولنے والی قوموں کو آپ تبلیغ کر رہے ہیں، آپ کو خدا نے یہ اعزاز بخشا ہے کہ دنیا میں اور کوئی ملک نہیں ہے جہاں کی جماعت احمدیہ یہ کہہ سکے کہ ہم جرمنی کے برابر قوموں کو تبلیغ کر رہے ہیں، جرمنی کے برابر مختلف زبانیں بولنے والی قوموں کو پیغام پہنچا رہے ہیں۔ پس یہ سعادت خدا نے بخشی ہے تو اس سعادت کی ذمہ داریوں کو بھی ادا کرنا ہوگا۔ اور وہ ٹیمیں جو اس وقت بناء پا چکی ہیں یعنی ان کو بنایا جا چکا ہے کسی حد تک، ان ٹیموں کو ایک منصوبے کے مطابق کام دے کر اسے آگے بڑھانا ہوگا اور نظر رکھنی ہوگی کہ ہم روزانہ کتنے گھنٹے کا پروگرام بنا رہے ہیں، کن کن موضوعات پر بنا رہے ہیں، کون کون سی ویڈیوز ہمارے پاس اکٹھی ہو چکی ہیں۔

اب خطبات کے بھی سلسلے ہیں جو ایسے ہیں کہ جن کو دہرانا بھی ضروری ہے مثلاً گلف کرائسز کے اوپر، عبادتوں کے اوپر اور بہت سے مضامین ہیں جن پر خطبات کے سلسلے تھے جن کی ہمیشہ بار بار یاددہانی کی ضرورت پیش آتی جائے گی کیونکہ انسان کو یاددہانی کی ضرورت ہے۔ آپ نے سن بھی لئے ہوں تو آپ کو بھی ضرورت پیش آئے گی۔ لیکن جن قوموں نے سنے ہی نہیں ہیں ان کو کیا پتہ کہ جماعت احمدیہ کے کیا پروگرام ہیں، کیا ارادے ہیں، کس نظر سے دنیا کو دیکھتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو کیا روشنی عطا کی ہے۔ پس ان سب دنیا کی قوموں کو ان کی ضروریات مہیا کرنا، ان کی طبعی پیاس بجھانا جس کا پانی آسمان سے مسیح موعودؑ پر اترا ہے اور وہ وہی پانی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اترا تھا جس کے متعلق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ۔

این چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم ☆ یک قطرہ ز بحر کمال محمدؐ است

یہ جو تم چشمے جاری ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہو عرفان کے، یہ تو محمدؐ رسول اللہ کے سمندر میں سے ایک قطرہ ہے جس سے میں نے یہ فیض پایا ہے اور میں آگے دنیا کو دے رہا ہوں۔

پس پانی تو وہی ہے جو آسمان سے محمدؐ رسول اللہ پر اترا تھا آج کے دور میں ہمیں ساقی بنایا گیا ہے۔ آج کے دور میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشکیں بھر بھر کے وہ پانی پلایا گیا اور اسی کے فیض کو جاری کرنے کے لئے ہم خدام آج پیدا کئے گئے ہیں۔ اسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے ذرائع مہیا فرمائے ہیں۔ پس جس خدا نے ذرائع مہیا فرمائے ہیں مجھے کامل یقین ہے کہ ہماری استعدادیں دیکھ کر ذرائع مہیا فرمائے ہیں یا یوں کہنا چاہئے کہ ہمیں استعدادیں عطا کرنے کے بعد یہ ذرائع مہیا فرمائے ہیں۔ پس جس خدا نے استعدادیں عطا کی ہیں وہی ان کی تسخیر کی بھی طاقت بخشے گا مگر لازم ہے کہ دعا کریں اور دعائیں کر کے ان کاموں کو جاری کریں۔ مسلسل ایسے سیل قائم ہونے چاہئیں، Desks قائم ہونے چاہئیں، مسلسل کا لفظ تو بعد میں کہنا چاہئے تھا، ایسے ڈیسک قائم ہونے چاہئیں جو مسلسل نگاہ رکھیں کہ اس وقت مثلاً بوزنین میں ہم نے کیا کر لیا ہے، کیا آئندہ کرنا ہے۔ کس قسم کے توہمات پیدا کئے جا رہے ہیں، کس قسم کے شبہات دلوں میں بھرے جا رہے ہیں، ان کے کیا کیا جواب ہونے چاہئیں۔ احمدیت کا کس حد تک تعارف ہے، کس حد تک تعارف کروانا ضروری ہے، کس طریق پر ہونا چاہئے یہ ساری باتیں بوزنین زبان میں مؤثر طریق پر ان کو پیش کرنے کے لئے جتنا بھی آج تک مواد اکٹھا ہے اس پر وہ ڈیسک نظر رکھے اور پھر Monitor کرے اس بات کو کہ جن خدام، انصار، لجنات کے سپرد یہ کام ہے یعنی خواتین اور بچوں کے سپرد، ان کی پروڈکشن کیا ہے، کس رفتار سے وہ ان کو ٹیلی ویژن پر دکھانے کے لائق پروگراموں میں تبدیل کر رہے ہیں۔ اور پھر ہمیں مطلع کیا جائے کہ ہر روز کے لحاظ سے اتنے گھنٹے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ اور جب کچھ پروگرام تیار ہو جائیں گے اور رفتار کا یقین ہو جائے گا کہ مستحکم ہو چکی ہے تو پھر ہم انشاء اللہ تعالیٰ بڑی خود اعتمادی کے ساتھ اعلان کریں گے کہ آؤ بوزنینز اب تمہارے لئے ہم نے ہر روز کا فلاں ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے مقرر کر دئے ہیں، فلاں وقت تم بیٹھا کرو اور دیکھا کرو اور ایک دفعہ شروع ہو جائے تو پھر اس کی عادت پڑ جاتی ہے۔ افیم کی بھی تو عادت پڑتی ہے مگر اچھے پروگرام دیکھنے کی اس سے زیادہ عادت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کے پروگرام دنیا کے ذلیل لذتوں والے پروگراموں کو توڑ کر اپنی جگہ خود بنا رہے ہیں اور مطالبہ بڑھ رہا ہے اس کا مزہ ہی اور ہے، اس کی کیفیت ہی اور ہے۔

پس اس بات سے نہ ڈریں کہ کون دیکھے گا۔ آپ پروگرام بنائیں اور مہیا کریں اور ہم عین معین پروگراموں کے مطابق ان کو مختلف قوموں اور زبانیں بولنے والوں کی خدمت میں پیش کریں گے تو پھر دیکھیں کہ کس تیزی سے خدا کے فضل سے احمدیت پھیلتی ہے۔ پھر آپ کا یہ فکر کم ہو جائے گا کہ جو آئے تھے ہم نے ان کو سنبھالا بھی ہے کہ نہیں۔ ہمارا کام صرف یہ رہ جائے گا کہ ہر وہ جگہ جہاں خدا کے فضل سے نومبایعین پیدا ہوتے ہیں وہاں کثرت کے ساتھ ڈش انٹینے مہیا کئے جائیں اور اس کے لئے پھر الگ ایک منصوبہ ہوگا۔ ایسی ایک ٹیم بنانی ہوگی جو نظر رکھے، یہ دیکھے کہ پروگرام سے استفادہ کرنے والوں کے پاس ذرائع بھی ہیں کہ نہیں۔ اور اگر ہم ذرائع مہیا کریں تو ان کے ضائع ہونے کا احتمال تو نہیں ہے۔ ان کی نگرانی کا کیا انتظام ہوگا، کون سی جگہ ہے جہاں وہ پروگرام دکھائے جائیں گے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے گھر میں تو آپ ڈش انٹینا مہیا نہیں کر سکتے۔ نہ ان بے چاروں کے حالات اس وقت ایسے ہیں کہ وہ زیادہ خرچ برداشت کر سکیں۔ پس اس پہلو سے بہت سے کام ہیں، میں نے خلاصۃً آپ کے سامنے رکھ دئے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ اب انشاء اللہ تعالیٰ بڑی مستعدی کے ساتھ اس میدان میں بھی جماعت، جرمنی دنیا کی ساری جماعتوں کو پیچھے چھوڑ جائے گا مگر پیچھے چھوڑ جائے گا نہیں بلکہ دعوت عمل دیتا ہوا آگے بڑھے گا اشارے کرتا ہوا آگے بڑھے گا کہ ہے جان اور ہے طاقت تو آؤ ہمارے ساتھ آگے بڑھ کے دکھاؤ، اس طرح جو مسابقت کی روح سے ایک عمل کا دور شروع ہوگا وہ انشاء اللہ احمدیت کو فتوحات کے ایک نئے دور میں داخل فرما دے گا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ ——

> تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے
> (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

هومیو پیتھی کلاس نمبر (۴۴)

کاربوویج، کاربو اینی میلس اور کلکیریا کارب کے مختلف خواص کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۱۵ نومبر ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن (۱۵ نومبر ۱۹۹۴ء) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام ملاقات میں ہومیو پیتھک کلاس میں کاربوویج، کاربو اینی میلس اور کلکیریا کارب پڑھائیں اور ان کے خواص اور استعمالات کا تذکرہ فرمایا۔

کاربوویج کے ذکر میں حضور نے فرمایا منہ معدے کا آئینہ ہے۔ معدے میں السریشن ہو تو اس کا اثر منہ پر ہوگا۔ اس میں صرف کاربوویج نہیں بلکہ اور بھی کئی دوائیں مثلاً نکس وامیکا، کالی میور اور سلیشیا وغیرہ بھی کام آتی ہیں۔ کاربوویج کی پوزیشن کے لئے سارے منہ کو پہچاننا پڑے گا۔ اس میں درد اور Violence شدت اتنی نہیں ہوتی۔ لیکن گلے Saporate کر رہے ہیں۔ یہ کیفیت بپٹیشیا میں بھی پائی جاتی ہے۔ جہاں گلے کی حالت خراب ہو مگر درد نہ ہو تو کاربوویج اور بپٹیشیا کا امکان ہے۔ کاربوویج میں جلد کا سن ہو جانا خاص بات ہے۔ یہاں درد نہ ہونے کی وجہ میوکس ممبرین کا سن ہو جانا ہے۔ اس میں جگر متورم ہوتا ہے۔ معدہ آہستہ آہستہ زخمی ہو جاتا ہے۔ معدہ ڈھیلا ہونے کی وجہ سے پیٹ بڑھتا جاتا ہے۔ معدہ ڈھیلا ہونے کی وجہ سے ڈکار لے کر ہوا خارج کریں بھی تو دوبارہ ہوا کو کھینچ لیتا ہے۔ بولتے وقت بھی ہوا داخل ہو جاتی ہے۔ اس میں اعضاء ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ اس میں جو بیماریاں رحم میں پیدا ہوتی ہیں ان میں نہایت متعفن اخراجات ہوتے ہیں۔ یہ سلفر اور پائروجینم کی طرح متعفن ہوتے ہیں۔ پرسوتی بخار کی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر یوٹرس سے بدبودار اخراج نکلیں تو ان کا علاج اس مزاج کی دواؤں سے جو ہلکا لمبا اثر رکھنے والی ہیں ان سے کرنا چاہئے اور کاربوویج ان میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ اسکی زیادہ خطرناک صورت ہو تو کاربو اینی میلس (Carbo Animalis) کاربوویج سے بہتر ہے۔ بعض رحم نیچے گر جاتے ہیں ان کے مسلز میں طاقت نہیں رہتی اس میں کاربوویج کام آتی ہے۔ پلاسنٹا کا بچا ہوا گند نکالنے کے لئے کاربوویج بھی بہت مؤثر ہے۔ اس کے لئے آرنیکا اور پلسٹیلا بھی استعمال ہوتی ہیں۔

ہومیو ادویہ کے بارے میں حضور نے فرمایا کہ اس میں علامتیں زیادہ اہم ہیں امراض کے نام نہیں۔ اس کے علاوہ مریضوں کے مزاج سے امراض سے شفا کا گہرا تعلق ہے۔ اس لئے چاہئے کہ دواؤں کو مزاج کے اعتبار سے تقسیم کریں پھر اس کا اطلاق مریضوں پر کریں۔

کاربوویج میں عورتوں میں دودھ کم ہو جاتا ہے۔ دودھ بڑھانے کے لئے بہت سی ٹکسالی دوائیں ہیں۔ پلسٹیلا (Pulsatilla) بھی اس میں دی جاتی ہے۔ اگر عضلات کی عمومی کمزوری ہو تو کاربوویج مؤثر ہوتی ہے۔ اس میں بخار کی بھی علامات ہوتی ہیں جو اخراجات رکنے سے جسم کی بے چینی کی مظہر ہوتی ہیں۔ برائیونیا میں بھی دودھ رکنے سے تکلیف بڑھتی ہے۔ یہ گٹھلیاں پیدا کرتی ہے عورتوں کی بریسٹ میں۔ یہ ٹیومر کی طرف رجحان ہے۔ پائروجینم کو خصوصیت سے ایسی بیماریوں سے تعلق ہے جن میں انفیکشن ہو۔ سڑا ہوا گوشت کھا لینے سے جو لوگ پاگل پن میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس کی یہی وجہ ہوتی ہے۔ ٹائیفائیڈ کا مزاج پرسوتی بخاروں سے ملتا ہے۔ دماغ بہکا ہوا ہو مریض بکواس کرتا ہے اس میں پائروجینم مفید ہے۔

کاربوویج میں کالی کھانسی کا علاج آغاز میں کرنا اچھا ہے۔ عموماً جو کھڑکھڑانے والی کھانسی ہے اس کو ادویہ سے بعض اوقات خشک کرنا نقصان دہ ہوتا ہے۔ خشک ہو کر بعض اوقات یہ خوفناک کھانسی بن جاتی ہے۔ ڈھول کی طرح سینہ بجتا ہے۔ ایسی صورت میں بعض دفعہ رسٹاکس ۲۰۰ (Rhus Tox) جادو کا اثر دکھاتی ہے۔

اس میں (کاربوویج میں) دمے کے دورے رات کے وقت اچانک آتے ہیں۔ کاربوویج میں ایک اور خاص بات ہے جس سے عموماً ہومیو پیتھ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ لمبے عرصے کی بیماری سے بعض اوقات ہاتھ پاؤں مڑ سے جاتے ہیں، پنجے سے بن جاتے ہیں اور سکڑ جاتے ہیں۔ اور مرجھا جاتے ہیں۔ کاربوویج اس میں چوٹی کی دوا ہے۔ لیکن لمبا عرصہ کھلانی پڑے گی چند ماہ یا چند سال تک بھی استعمال کروانی پڑتی ہے۔

ضمناً حضور نے فرمایا ناخنوں سے بہت سی بیماریوں کی پہچان ہوتی ہے۔ اگر دائیں طرف کی بیماریاں کرانک ہو جائیں تو دائیں طرف سے انگوٹھے میں Ridge آ جاتی ہے۔ بیماری ٹھیک ہو تو یہ غائب ہو جاتی ہے۔ خون کی کمی انیمیا میں ناخنوں پر سفید نشانات آ جاتے ہیں۔ ناخن بھرے ہوں، اچھے گلابی سے ہوں تو جسم کی صحت مندی کی علامات ہیں۔

اسی طرح بالوں سے بعض امراض کی پہچان ہوتی ہے۔ بالوں میں چمک نہ ہو تو یہ کسی مرض کی علامت ہے۔ بالوں کے کنارے پھٹنے لگیں تو یہ بھی بیماری کی علامت ہے۔

حضور کو دوران کلاس کھانسی محسوس ہو رہی تھی اس پر حضور نے فرمایا کل مجھے نزلہ ہو گیا تھا۔ میں نے بیسیلینم ۲۰۰ (Bacillinum) اور انفلوئنزیم ۲۰۰ (Influenzinum) کھائی، تھوڑا فائدہ ہوا۔ پھر اثر ہوا تو دوبارہ کھالی۔ ضرورت ہو تو یہ دوائیں دن میں تین دفعہ تک کھائی جاتی ہیں شام تک نزلہ ختم ہو گیا۔ پھر بلغم کا رجحان روکنے کے لئے فاسفورس ۳۰ کھائی۔ اب اثر تھوڑا سا باقی ہے مگر ایلوپیتھک علاج کا اثر نہیں ہے۔

کاربوویج کا ذکر جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اس سے ٹانگیں مرجھانے لگتی ہیں۔ آگ لگنے، چوری اور حادثات کی خوابیں آنے لگتی ہیں۔ بعض اوقات ایسے واقعات ہو جائیں، چوری اور حادثات ہو جائیں تو عام آدمی میں کاربوویج کی علامات پیدا ہونے لگتی ہیں۔ بعض چیزوں کے خوف بعض دلوں میں زیادہ بیٹھے ہوتے ہیں۔ اکثر تعفنات دماغ میں ہیجان پیدا کر دیتے ہیں۔ اگر خوف ساتھ ہو تو کاربوویج سے جلد شفا مل جاتی ہے۔

کاربو اینی میلس

(Carbo Animalis)

کاربوویج کی ہی تصویر ہے مگر اس سے زیادہ خطرناک ہے۔ کاربو اینی میلس میں بیماریاں کینسر کی شکل اختیار کر لینے کا زیادہ احتمال ہوتا ہے۔ اس لئے اسے پہچاننا ضروری ہے۔ اس کا کاربوویج سے فرق کچھ مشکل ہے کیونکہ بہت مزاج ملتے ہیں۔

کمی خون کے پرانے مریض جن کے جسم میں دفاع کی طاقت نہ رہے، چہرہ پیلا ہونے کے مستقل آثار چہرے پر ہوں، وریدوں میں آثار کاربوویج کی طرح، غدودوں میں سختیاں کاربوویج کی طرح، کاربو اینی میلس میں گٹھلیاں بنتی ہیں جو کینسر بننے کا زیادہ احتمال رکھتی ہیں۔

ایسی وریدوں کی بیماریاں جن میں پیپ نہ بنے مگر وہ لٹکتی رہیں اس کے لئے ایک اور دوا ایس کولس (Aesculus) مؤثر ہے۔ اس کی اور باتیں آنکھوں کی سرخی جسے آنکھوں کی پائلز بھی کہتے ہیں، آنکھوں کی متعلقہ بیماریاں ایس کولس میں ہیں۔ اس لحاظ سے کاربو اینی میلس، ایس کولس دکھائی دیتی ہے۔ Ve-ins کے تعلق میں اس کا مزاج ایس کولس سے ملتا جلتا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن باقی باتوں میں بہت فرق ہے۔

ایک مرض انگلستان میں ہوتا ہے رحم کی گردن کا کینسر، عورتوں کو کہا جاتا ہے کہ ساری عورتیں وقفے وقفے سے چیک کروائیں۔ یہ رحم کے کینسر کے مقابلے میں بہت خطرناک ہوتا ہے۔ یہ کینسر رحم میں نہ بھی پھیلا ہو تو رحم کی گردن میں ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات تو اس کے علاج کے لئے رحم ہی Remove کر دینے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ اس میں کاربو اینی میلس بہت اچھی دوا ہے۔ اگر رحم کی گردن میں زخم ہو تو لیکوریا ضرور جاری ہوگا اور جلن بہت ہوگی۔ کاربو اینی میلس کا جلن سے بہت تعلق ہے۔ کاربوویج میں بھی جلن ہوتی ہے مگر اندر ہوتی ہے، باہر ٹھنڈ ہوتی ہے۔ یہ کاربو اینی میلس میں بھی پایا جاتا ہے۔ جب یہ علامات شروع ہوں تو فوری طور پر کاربو اینی میلس شروع کرا دیں۔ اگر تاخیر ہو جائے تو علاج مشکل ہو جاتا ہے۔ تخلیقی توازن بگڑ جاتا ہے۔ جہاں جو چیز ہونی چاہئے وہاں نہیں ہوگی اور جہاں نہیں ہونی چاہئے وہاں ہو جائے گی۔ ہڈیوں میں اضافی گروتھ (Growth) اس کی مثال ہے۔ کینسر کا رجحان اسی وجہ سے ہے۔ اگر ایسی حرکت جسم میں کہیں نظر آئے تو کاربو اینی میلس دی جائے۔

اس میں حیض عموماً لمبا، جلدی اور بہت زیادہ ہوتا ہے۔ ایک علامت جس کو سیپیا (Sepea) سے بہت ملاتے ہیں وہ ہے ناک کے اوپر کے حصے میں سیاہی مائل نشان جو کاٹھی کی شکل میں دائیں بائیں رخساروں تک اترا ہوا ہوتا ہے۔ اس کے لئے سیپیا دینے کو کہا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا میں تو اس میں سیپیا دے دے کر تھک گیا فائدہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ سیپیا کا ایک اور مزاج بھی ہے جب تک وہ نہ ہو اس وقت تک سیپیا فائدہ نہیں دیتی۔ وہ ہے عورت کی جسمانی کیفیت دیکھی جائے۔ عورت نسبتاً پتلی، اپنوں سے اجنبیت، محبت کی کمی، خصوصاً خاوند اور بچوں سے بعض دفعہ نفرت، کولہے تنگ، نیم مرد نیم عورت کے درمیان کی چیز بعض اوقات مرد سے کوئی توجہ نہیں ہوتی۔ عورتوں کی طرف بھی رجحان نہیں ہوتا، ایسی مریضوں کو یہ کاٹھی ہو تو سیپیا کام کرے گی۔

حضور نے فرمایا جب سیپیا سے فائدہ نہ ہوا تو میں نے اپنے طور پر تجربہ کرنا شروع کیا۔ بہت سے کیسز میں پیدائش کے بعد سیپٹک ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس میں یہ کاربو اینی میلس بہت مؤثر ہے۔ یہ اس کاٹھی کو بھی صاف کر دے گی۔

ڈراؤنے خواب کاربو اینی میلس میں ہیں۔ گدی کا درد، بدبودار اخراجات عام بات ہے، ہونٹوں اور گلے وغیرہ پر نیلاہٹ پائی جاتی ہے، حمل کی متلی بعض دفعہ ٹھیک ہی نہیں ہوتی اس وقت کاربو اینی میلس کا مزاج ساتھ ہو تو بڑی مؤثر ہے۔

حضور نے فرمایا خطوط میں کیسز بیان کئے جاتے ہیں وہاں ساتھ مزاجی کیفیات کا ذکر نہیں ہوتا۔ خطوط کے ذریعے دوا طلب کرنے والے یہ کیفیات بھی لکھا کریں۔

ہک ورم (Hook Worm) میں کاربو اینی میلس اہم دوا ہے۔ بعض ڈاکٹر تو اسے ہک ورم کی خصوصی دوا کہتے ہیں۔ اس ضمن میں حضور نے یاد دلایا کہ میں نے سٹینم (Stannum) اور سباڈیلا (Sabadilla) کا ذکر بھی کیا تھا۔

کلکیریا کارب

(Calc. Carb)

حضور نے فرمایا یہ بہت اہم دوا ہے۔ لازماً ہر ہومیو پیتھ کے پاس ہونی چاہئے اور اس پر عبور ہونا چاہئے۔ روز مرہ کی بیماریوں میں اور گہری بیماریوں میں استعمال ہوتی ہے۔

حضور نے فرمایا انسانی زندگی کی تعمیر میں تین عناصر کاربن، کیلشیم اور سیلیکون سب سے زیادہ پائے جاتے ہیں۔ سیلیکون مٹی میں سب سے زیادہ ملتا ہے۔ یہ انسانی تعمیر میں بہت حصہ لیتا ہے۔ سیلیکون کے اثرات زیادہ تر دفاعی نظام پر پڑتے ہیں۔ کلکیریا یعنی کیلشیم کا ہڈیوں، دانتوں اور آنکھوں کی تعمیر سے تعلق ہے۔ کاربن کے ذریعے تمام گوشت اور عضلات بنتے ہیں۔ گویا کہ یہ تین بنیادی تعمیری اینٹیں ہیں جہاں ان میں سے دو یعنی کاربن اور کیلشیم اکٹھی ہو جائیں تو یہ بہت گہرا اثر کرنے والی دوا بن جائے گی۔ اس کی پہچان بھی مشکل ہو جائے گی۔

سلفر غدودوں کے اثر کو چیک کرنے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ آرسنک آئیوڈائیڈ کینسر کو چیک کرتی ہے۔ کلکیریا سلف کینسر کی دواؤں میں بہت اہم ہے اور اس سے کینسر آگے نہیں بڑھتا۔

کلکیریا کارب کا مزاج موٹا جسم نسبتاً Flabby خاص طور پر پیٹ بڑھا ہوا ہو۔ چھوٹے بچوں میں پیٹ آگے کو بڑھا ہوا ہو۔ بچپن میں اس کی پہچان بہت آسان ہے کیونکہ اس کے دانت نکلتے ہی نہیں۔ چھوٹے چھوٹے دانت نکل کر وہیں ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ کیلشیم کی کمی ظاہر کرتے ہیں۔ کیلشیم اور وٹامن ڈی دینے سے وقتی فائدہ ہو جاتا ہے مگر کمی کی مستقل کیفیت نہیں بدلتی۔

کیلشیم کاربونیٹ کا مریض اس طرح بھی پہچانا جاسکتا ہے۔ ہڈیوں میں سختی نہیں رہتی اس میں کجی اور کبڑے پن کے رجحان رہتے ہیں۔ یہ سب کلکیریا کی علامات ہیں۔ ہڈیوں کے نظام کو ـــــز کا نظام تقویت دیتا ہے۔ ـــــز کی کمزوری سے ہڈیاں کمزور ہو جاتی ہیں۔ ان میں کلکیریا کارب بہت اہم دوا ہے۔

اس میں اکھڑے اکھڑے دانت کالے کالے، جہاں مزاج مل جائے وہاں بار بار کی سر دردی کی بجائے اونچی طاقت میں ایک بار دیں، پھر انتظار کریں کہ کیا تبدیلی آتی ہے۔ اس میں رفتہ رفتہ اثر پیدا ہوتا ہے۔

بعض لوگ معدے کی خرابیوں کے دور کرنے کے لئے Lime استعمال کرتے ہیں۔ اس سے Spasm گھٹ جاتا ہے لیکن ایسا بچہ پھر کلکیریا کا مریض بن جاتا ہے۔

کلکیریا، بیلاڈونا کا کرانک ہے۔ بیلاڈونا میں خون کا کسی ایک حصے کی طرف غیر معمولی رش کرنا ہے یہی بات کلکیریا میں پائی جاتی ہے۔ کاربوویج میں بھی یہی بات پائی جاتی ہے۔ مگر اس میں شدت اور Violence نہیں ہے جو کلکیریا میں ہے۔ اس میں خون کا رش پھیپھڑوں کی طرف بھی اور سر کی طرف بھی ہوتا ہے۔ اور بہت سے اعضاء کی طرف بھی۔

کلکیریا کارب کا انیمیا سے بہت تعلق ہے۔ یہ انیمیا (کمی خون) بڑا ضدی ہوتا ہے۔ جلد پیلی زرد، Waxy ، بچے ہی نہیں بڑی عمر کے لوگوں میں بھی ایسے آثار ہو جاتے ہیں۔ جن کے جگر ختم ہو جائیں، آنکھوں کے نیچے نرم نرم ابھار Puffyness آ جاتے ہیں۔ اس میں کلکیریا کارب بہت گہرا اثر کرتی ہے۔ لیکن صبر سے علاج جاری رکھیں فوری اثر نہ ہوگا۔ یا ایک بار اونچی طاقت دے کر دیکھ لیں پھر انتظار کریں۔ بڑی عمر کے لوگوں کو بڑی طاقت نہ دیں۔ بچوں کو دے دیں۔ ضدی قسم کے انیمیا اور Pernicious Anaemea میں کلکیریا کارب مؤثر ہوتی ہے۔

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

کیا ہم اکیلے ہیں!

سائنس دان اور ہیئت دان ایک عرصے سے اس دنیا کے علاوہ کائنات میں اور نئی زندگی کے متلاشی ہیں۔ بیسویں صدی میں خلابازی میں غیر معمولی ترقی کی باعث انسانوں نے پہلی دفعہ اس دنیا سے باہر قدم رکھا اور بالآخر چاند پر جھنڈا گاڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن کائنات اتنی وسیع ہے کہ اس کا احاطہ کرنا بھی انسانی عقل سے باہر ہے۔ اس کی ایک سادہ مثال یہ ہے کہ اگر ایک سوئی کو سمندر کے پانی میں ڈال کر باہر نکالا جائے تو جو نسبت سوئی کے ساتھ لگے ہوئے قطرے کو سمندر سے ہے اس کے بالمقابل ہماری زمین کی نسبت کل کائنات سے کھربوں گنا کم ہے۔

حال ہی میں ہیئت دانوں نے پہلی مرتبہ ایک اور شمسی نظام (Solar System) کا پتہ لگایا ہے۔ یہ شمسی نظام حیران کن حد تک ہمارے موجودہ شمسی نظام سے ملتا جلتا ہے۔ یہ شمسی نظام ستاروں کے ایک جھرمٹ میں واقع ہے جس کو Pegasus کا نام دیا گیا ہے۔ اس شمسی نظام کا اپنا سورج ہے جس کو 51 Peg کہا جارہا ہے۔ یہ شمسی نظام ہم سے صرف ۴۰ نوری سال (یعنی دو لاکھ چالیس ہزار بلین میل) کی دوری پر واقع ہے۔ یعنی روشنی کی لہر جو اس سورج سے چلتی ہے وہ چالیس سالوں میں ہم تک پہنچ جاتی ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ ایک بہت بڑا فاصلہ ہے لیکن کائناتی پیمائش کے انداز میں یہ بمشکل ایک چھلانگ کی دوری پر ہے۔ مائیکل میر (Michal Mayor) اور دی ڈیر کلوز (Didier Queloz) نے اس شمسی نظام میں جوپیٹر (Jupiter) سیارہ کی طرح کا ایک سیارہ بھی ڈھونڈ لیا ہے۔ یہ بھی توقع کی جارہی ہے کہ مزید سیاروں کی دریافت بھی ہوگی۔

جو سوال ہیئت دانوں کے زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ کیا اس شمسی نظام میں کسی قسم کی مخلوق موجود ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کیا وہ ہمارے جیسی ہے۔ اس کی ذہانت کا معیار کیا ہے؟ نیز اس شمسی نظام کے طبعی قوانین (Laws of Physics) ہم سے کس حد تک مختلف ہیں؟ اور کیا یہ ممکن ہے کہ ایک روز اس مخلوق کا ہم سے ملاپ ہو؟

اسوقت تک تو سائنس دان محض اندازے ہی لگانے کے قابل ہیں اور اس میں سائنس دانوں کا آپس میں بڑا اختلاف ہے۔ جس تیزی سے بیسویں صدی میں سائنس اور خاص طور پر علم فلکیات میں ترقی ہوئی ہے یہ توقع کی جاتی ہے کہ اگلی صدی میں یہ رفتار پہلے سے بہت بڑھ کر آگے بڑھے گی۔ شاید سائنس دان ایسے آلات تیار کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے جس سے وہ دوسری دنیا میں رہنے والی "مخلوق" سے رابطہ قائم کر سکیں۔

ضمناً یہ ذکر کرنا قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگا کہ قرآن مجید کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری زمین جیسی اور بھی زمینیں پیدا فرمائی ہیں اور جب وہ چاہے گا وہاں کی مخلوق کو اس زمین کی مخلوق سے ملا دے گا۔

تصحیح

گزشتہ شمارہ (نمبر ۴۳) میں صفحہ نمبر ۲ پر اداریہ میں سطر نمبر ۲۵ کے آخر پر بعض الفاظ طبع ہونے سے رہ گئے ہیں اس وجہ سے فقرہ نامکمل ہے لہذا اسے یوں پڑھا جائے "وہ خدا جس نے اپنے پاک کلام میں یہ وعدہ فرمایا تھا "کان حقا علینا نصرالمومنین" (الروم: ۷۵) کہ مومنین کی مدد کرنا ہم پر واجب ہے۔ کیا نعوذباللہ وہ اپنے وعدوں سے پھر گیا ہے اور اس نے امت مسلمہ کی تائید چھوڑ کر ان کے دشمن انگریزوں اور عیسائیوں کی تائید شروع کر دی ہے؟"۔ (ادارہ)

بقیہ مختصرات

☆ پاکستان کے "نوائے وقت" نے حضور انور کے متعلق ایک انٹرویو شائع کیا ہے جس میں حضور انور کی طرف جو باتیں غلط رنگ میں منسوب کی ہیں ان سب باتوں کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے باری باری تبصرہ فرمایا۔

☆ پچھلے سال مولویوں نے ویمبلے ہال میں ایک کانفرنس کی تھی جس میں انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کو تباہی سے بچانے کے لئے ساری دنیا کا ایک خلیفہ چنا جائے۔ اس پر حضور اقدس کا تبصرہ!

☆ Human Geanes چونکہ سب جانوروں کے جینز سے بہتر ہیں اس لئے بعض سائنس دان یہ سوچ رہے ہیں کہ ان Human Geanes کو دوسرے جانوروں میں ٹرانسفر کر دیں۔ اس کے بارہ میں حضور کا کیا خیال ہے؟

☆ اس زمانہ میں پیسہ کی قیمت دن بدن گرتی جاتی ہے سوال ہے کہ اگر کسی نے آج سے ۲۰ سال پہلے کسی کو قرض دیا ہو تو کیا قرض کی واپسی آج کی Value کے مطابق ہوگی یا ۲۰ برس پہلے کی Value کے مطابق؟

کیا پلیگ ایک مرتبہ پھر دنیا کو گھیر لے گی؟

(ہدایت زمانی - لندن)

بعض سائنس دان جو انسانی بدن اور بیماری کے جرثوموں پر تحقیق کرتے رہتے ہیں آج کل اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ کیا پلیگ یا اسی قسم کی کوئی بیماری آناً فاناً دنیا میں پھیل کر انسانی زندگی کے لئے مہلک ثابت ہو سکتی ہے۔

سائنس دانوں کا ایک طبقہ پورے زور کے ساتھ خطرہ کا الارم بجا رہا ہے۔ وہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ موجودہ زمانہ میں اخلاقی گراوٹ کی وجہ سے انسانی سوسائٹی کے تار و پود کا بکھرنا، انتہائی تیز ذرائع آمد و رفت کا ہونا اور حد سے زیادہ Anti Biotics کے استعمال نے اس بات کو ممکن بنا دیا ہے کہ دنیا کے ایک کونے میں اگر کوئی ایسی پراسرار بیماری نمودار ہو تو اس سے پہلے کہ کوئی حفاظتی تدابیر اختیار کی جائیں وہ ہر طرف پھیل کر ہلاکت و تباہی کا موجب ہو سکتی ہے۔

چنانچہ حال ہی میں امریکہ میں ایک کتاب "طاعون کی آمد" The Coming of Plague شائع ہوئی ہے جس کی مصنف مشہور سائنس دان لاری گیرٹ (Laurie Garett) ہے لکھتی ہیں کہ شواہد سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ قدرت انسانی جسم کے دفاعی نظام میں بے جا مداخلت کو پسند نہیں کرتی بلکہ بعض صورتوں میں شدید انتقام پر اتر آتی ہے اور اس طرح انسانی زندگی کے لئے خطرہ کا موجب بن جاتی ہے۔

مثال کے طور پر Genetic Engineering کو جب فصلوں کے بہتر بنانے کے لئے استعمال کیا گیا تو اس کے نتیجہ میں ایسے وائرس معرض وجود میں آئے جنہوں نے دوسرے وائرس سے اپنے جینز تبدیل کر لئے اور اس طرح وائرس کی ایک نئی قسم پیدا ہوئی جو پہلے موجود وائرس سے زیادہ متحرک، طاقتور اور مہلک ثابت ہوئے۔

گیرٹ مغربی اقوام کو ان مہلک جرثوموں کی پیداوار کی ذمہ دار ٹھہراتی ہے کیونکہ مغرب میں Anti Biotics دواؤں پر حد سے زیادہ انحصار ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ان سپر جرثوموں پر جراثیم کش دواؤں کا مطلق اثر نہیں ہوتا۔

لاری گیرٹ کی یہ کتاب امریکہ میں بہت مقبول ہوئی ہے اور ہاتھوں ہاتھ اس وقت تک اس کی ایک لاکھ بیس ہزار کاپیاں فروخت ہو چکی ہیں۔ برطانیہ میں بھی اس کتاب کو فروخت کرنے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔

وہ "کالی موت" اور Bubonic Plague کا ذکر کر کے کہتی ہیں کہ یہ عہد ماضی کی ہولناک داستانیں نہیں بلکہ آج بھی طاعون چاہے وہ ایڈز کی شکل میں ہو یا کسی نئی پراسرار بیماری کی شکل میں دنیا کے سر پر منڈلا رہی ہے۔

امریکہ میں اس صورت حال سے بہت تشویش پائی جاتی ہے۔ ابھی حال ہی میں اس سلسلہ میں وائٹ ہاؤس کی ایک کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا جس نے گیرٹ کے خدشہ کو درست قرار دیتے ہوئے اس کی تائید کی ہے۔ اس کمیٹی نے گزشتہ جولائی میں اپنی رپورٹ مکمل کر کے صدر کلنٹن کو بھجوا دی تھی۔ اس رپورٹ میں اس بات کا اظہار بھی کیا گیا ہے کہ موجودہ دور میں اس قسم کی متعدی بیماریوں کو دنیا کے کسی ایک علاقہ میں پابند کرنا انتہائی مشکل کام ہے۔

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے ایک سروے کے مطابق ایسی بیماریوں کی روک تھام کے لئے دنیا کے مختلف حصوں میں ۱۵ لیبارٹریاں قائم کرنے کے لئے ۱۰۰ ملین پونڈ سالانہ درکار ہیں لیکن اس وقت صورت حال یہ ہے کہ کوئی ملک بھی اس قسم کے خرچ کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ دنیا کے انتہائی ترقی یافتہ ممالک بھی ہیلتھ کے اس قسم کے پروگراموں کے اخراجات میں کٹوتی پر غور کر رہے ہیں جو حد سے زیادہ افسوس ناک ہے۔ کتاب کی مصنف واضح طور پر لکھتی ہیں کہ اگر دنیا میں کوئی ایسی بیماری پھوٹ پڑی تو اس کے ذمہ دار مہذب کہلوانے والے ترقی یافتہ ممالک ہونگے نہ کہ تیسری دنیا کے غریب ممالک کیونکہ اس بیماری کا باعث وہ سپر مائیکروب ہونگے جو Anti-Biotics دواؤں کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔

گیرٹ نے دنیا کو خبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ طاعون کو زمانہ وسطیٰ کی ایسی بیماری خیال نہ کریں جو دم توڑ چکی ہے بلکہ یہ جان لیں کہ آج بھی انسانیت کے لئے یہ ایک عظیم خطرہ ہے جو ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے۔

اس لئے انسان کو چاہئے کہ مائیکروب بیالوجی پر سنجیدگی سے غور کرے اور ان جرثوموں کو معمولی خیال نہ کرے بلکہ ان کے بارہ میں مزید تحقیق کرنی چاہئے اور ان سے سبق سیکھنا چاہئے۔

(دوسری قسط)

سوال و جواب

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۹۵ء کو محمود ہال لندن میں ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں بعض غیراز جماعت احباب نے بھی شمولیت فرمائی۔ اس موقع پر معزز مہمانوں کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی گفتگو افادہ احباب کے لئے ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش کر رہا ہے۔ اسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے مرتب کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (مدیر)

ایک بنیادی سوال اور اس کا جواب

ایک معزز مہمان یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ جب آپ بھی مسلمان ہیں، میں بھی مسلمان ہوں، الحمد للہ ہم کلمہ پڑھتے ہیں تو پھر ہمارے پاس وہ کون سی یارڈ سٹک (Yard Stick) ہے جس کے مطابق کلمہ گو کو کافر کہا گیا ہے۔ کیا یہ سیاسی معاملہ ہے یا یوں ہی شعشہ بنا کر دوسرے کو ذلیل کرنے کی بات ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ غلط ہے۔ اگر نہیں ہے تو پھر یہ کیوں ہے؟۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سوال بہت ہی بنیادی سوال ہے۔ جزاک اللہ۔ لیکن ایک بات میں واضح کر دوں کہ کسی کے کسی کو کافر کہنے سے عملاً کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر کوئی شخص کسی کو کافر سمجھتا ہے تو بے شک سمجھتا رہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر وہ امت محمدیہ کے ملی اتحاد کے خلاف فتویٰ دیتا ہے اور اپنے کفر کے فتوے کے نتیجہ میں لازم قرار دیتا ہے کہ دوسرے حصہ کو ملت سے کاٹ کر باہر پھینک دیا جائے تو یہ فساد کی جڑ ہے۔ سائل نے کہا کوئی لائحہ عمل ہے؟ حضور نے فرمایا، ہاں لائحہ عمل وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش فرما چکے ہیں۔ میں نے ابھی ۷۲ فرقوں والی جو مثال دی تھی وہ بڑی واضح ہے۔ اس سے پہلے بھی تو اختلافات ہوئے تھے مگر امت موسویہ میں عام انبیاء بھی آتے رہے، مجدد دین طرز کے انبیاء بھی آتے رہے مگر مسیحیت نہیں ہوئی۔ آخر نبی اور مسیح میں فرق کیا ہے۔

عالم اسلام میں تقویٰ کا فقدان

سائل نے کہا جب اس کی بنیاد غلط ہے تو کیوں نہ اس بارہ میں لوگوں کو تفصیل سے پتہ لگے کہ یہ الزام لگا دینے سے کسی کو فرق نہیں پڑتا لیکن الزام لگانے والا یہ جانتا ہے کہ یہ لوگ غلط ہیں یا تو یہ مشرک ہیں یا یہ کوئی ایسی غلط بیانی کر رہے ہیں تو جس پر الزام لگایا جاتا ہے اس کو حق تو ہے لیکن اس میں دونوں پارٹیوں کو اس کی سمجھ کیوں نہیں آتی۔ حضور نے فرمایا میں آپ کو یہی سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں اس لئے سمجھ نہیں آتی کہ مذہبی رہنما تقویٰ پر قائم نہیں ہوتے۔ اگر مذہبی لیڈر شپ تقویٰ پر قائم ہو تو یہ صورت حال پیدا نہیں ہو سکتی اور تبھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی اس حالت سے امت کے اس دور کی مثال دی ہے جو آخر تک پہنچ چکی تھی جس کے بعد معلوم ہوتا تھا کہ اب اس کا علاج نہیں رہا۔ اس وقت آپ کا طریق علاج یہ ہے کہ پھر اللہ اپنے ہاتھ میں معاملہ کو لیتا ہے۔ جب تک Divine Reformer نہ آئے یہ لوگ درست نہیں ہو سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسا کہ آپ نے Politics کا ذکر کیا تھا، پالیٹکس مذہب میں داخل ہو چکی ہوتی ہے اور خدا کے خوف کی بجائے فیصلے اس بات پر ہوتے ہیں کہ ہماری انسانی Territory کو کوئی خطرہ تو لاحق نہیں ہے۔ اللہ کی Territory کی بحث اٹھ چکی ہوتی ہے۔ جب یہ علامتیں ظاہر ہوں تو یقین کر لیں کہ رہنما اس لائق نہیں رہے کہ ان کی پیروی کی جائے۔ میں اس کی مثال دیتا ہوں۔ ایک شیعہ ہے اگر وہ سنی ہو جائے تو شور پڑ جاتا ہے اور اگر شیعہ ماحول میں سنی ہو تو قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ لیکن ایک شیعہ اسلام پر عمل کرنا چھوڑ دے تو اس سے کوئی شور نہیں پڑتا۔ ایک سنی اگر شیعہ ہو تو قیامت برپا ہو جاتی ہے اور علماء فتویٰ دیتے ہیں اور کہتے ہیں جس نے ایسا کیا ہم اسے قتل کریں گے اور ہم بدلہ لیں گے اور تعزیہ کو جلا دیں گے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن علماء کی آنکھوں کے سامنے وہ جوان کی Territory تھی وہ خدا کی Territory نہیں رہتی اور شیطان اس پر حملے کرتا ہے۔ ان کے ماننے والے جو سنی کہلاتے ہیں، اغوا کرتے ہیں، قتل کرتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، ڈاکے ڈالتے ہیں، بددیانتی کرتے ہیں، دن دہاڑے ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں، عدالتیں جھوٹ سے بھر جاتی ہیں اور علماء آرام سے لمبی تان کر سوتے ہیں۔ اس پر قیامت کیوں نہیں آتی، رشوت کا بازار گرم ہو جاتا ہے اس پر کوئی قیامت نہیں آتی ایک دوسرے کی حق تلفی شروع ہو جاتی ہے کوئی قیامت نہیں آتی۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دراصل امت کے جو مختلف ٹکڑے ہیں ان کے سردار انہیں اپنی Territory سمجھتے ہیں اور اسی کا نام سیاست ہے۔ Territory کے اندر کوئی چیز رہے اور اس سے باہر نہ نکلے تو کوئی قیامت نہیں آتی۔ جب Territorial نقصان شروع ہوں اس وقت سیاست میں قیامت آیا کرتی ہے۔ سیاست کا یہی حال دنیا میں ہر جگہ موجود ہے۔ انگریزوں کے ملک کا ایک چپہ بھی کوئی اور قوم لینے کی کوشش کرے تو ردعمل ہو گا یہاں تک کہ جزیرہ فاک لینڈ تک ردعمل ہو گیا۔ لیکن جب اندرونی حالتیں بگڑتی ہیں تو سیاست کو کچھ نہیں ہوتا، اقتدار چھوڑ دیں، ظلم شروع ہو گئے، بالکل یہی شکل جب مذہب کی ہو جائے تو اسے مذہب کیسے کہہ سکتے ہیں۔ وہ سیاست بن چکا ہوتا ہے۔ اگر خدا سے محبت ہو تو خدا کے بندے جب خدا کو چھوڑ کر شیطان کے بندے بن رہے ہوں اس وقت علماء کے دل میں ایک تہلکہ برپا ہو جانا چاہئے کہ ہماری آنکھوں کے سامنے یہ نقصان ہو رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں جب کوئی بے دینی کی حرکت کرتا تھا اس کو اہمیت دی جاتی تھی۔ لیکن مرتد ہوتے تھے۔ آئے دن لوگ آتے تھے اور چلے جاتے تھے اس پر کوئی تلوار نہیں اٹھتی تھی۔ قرآن کریم ان گواہیوں سے بھرا پڑا ہے۔ فرماتا ہے کہ روزانہ آنے والے آتے ہیں۔ صبح کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اور شام کو کہتے ہیں ہم واپس اپنے پہلے مذہب کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ اس قرآنی گواہی کے باوجود ایک بھی گواہی نہیں کہ ایسے لوگوں کے قتل عام کا حکم ہوا ہو۔ لیکن جہاں جھوٹ بولا جاتا تھا، جہاں فسق و فجور ہوتا تھا وہاں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عدالت لگتی تھی، ان کی اصلاح کے لئے کاروائیاں کی جاتی تھیں، یہ تقویٰ اور دین ہے۔ جو آج آپ دیکھ رہے ہیں۔ وہ تقویٰ اور دین نہیں ہے، وہ صرف سیاست ہے۔

اصلاح امت کی ایک اہم اور فیصلہ کن پیش گوئی

سائل نے کہا اس کا مطلب ہے کہ Chance نہیں ہیں۔ حضور انور نے برجستہ فرمایا ایک Chances ہے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔ اب اپنے آپ کو ماضی میں یہودیت کے اس دور کی طرف منتقل کر کے دیکھیں کہ مسیح ابھی نہیں آئے اس وقت آپ کا فتویٰ یہی ہوتا جو آج آپ دے رہے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا زمانہ ختم نہیں ہوا۔ آپؐ کا زمانہ قیامت تک ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے قیامت تک کی اہم خبریں آپؐ کو عطا فرمائیں۔ ان خبروں میں ایک خرابی کی خبر بھی تھی جو میں نے بیان کی ہے۔ ان خبروں میں اس کی اصلاح کی بھی ایک صورت تھی۔ چنانچہ آپ ایسی تمام احادیث کا مطالعہ کر کے دیکھیں کہیں اشارۃً بھی آپ کو یہ بات نہیں ملے گی کہ جب اضطراب کی یہ حالت ہو جائے تو علماء اکٹھے ہوں گے اور سر جوڑ کر وہ کوئی تدبیر کریں گے یا عوام الناس کی اصلاح کی کوئی ترکیب سوچیں گے یا مسلمانوں کو تیل کی دولت عطا ہو جائے گی اور اس دولت کے ذریعہ سے وہ کچھ اصلاحی کاروائی کریں گے۔ اشارۃً بھی کہیں حدیثوں میں یہ بات نہیں ملتی۔ جب بھی علاج کی بات بیان فرمائی ہے آپؐ نے مسیح کی بات کی ہے اور مہدی کی بات کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بات سنے بغیر اپنی طرف سے آپ ہزار تجویزیں کر لیں کوئی کامیابی نہیں ہوگی۔ صرف فیصلہ یہ کرنا ہے کہ وہ مہدی جس کا وعدہ دیا گیا ہے وہ آیا ہے یا نہیں آیا اور وہ مسیح جس کی پیش گوئی فرمائی گئی ہے وہ آیا ہے یا نہیں۔ یہ دو فیصلہ کن باتیں ہیں اگر وہ نہیں آئے تو کچھ نہیں ہو سکتا۔

حضور انور کی اس واضح تشریح کے باوجود سائل کا کہنا تھا کہ ان کا اس سے تعلق نہیں ہے کہ وہ مسیح آئے ہیں یا نہیں آئے۔ حضور نے فرمایا اگر آپ کا تعلق نہیں ہے تو پھر سوال کیوں کر رہے ہیں۔ سائل نے کہا تعلق سے میرا مطلب یہ ہے کہ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جتنے لوگ یہاں بیٹھے ہیں سب مسلمان ہیں۔ حضور نے سائل سے دریافت فرمایا کہ آپ کو کس طرح پتہ چلا کہ سب مسلمان ہیں۔ وہ کہنے لگے میں سمجھتا ہوں احمدی مسلمان ہیں۔ حضور نے ان سے پوچھا اسلام کی تعریف کیا ہے۔ ایک تعریف یہ ہے جو قرآن کریم میں بتائی ہوئی ہے۔ اگر آپ دل کی باتوں اور عقائد کی باتوں میں پڑ کر اسلام کی تعریف کریں گے تو یہ ایک ایسا جھگڑا ہے جس کو آپ کبھی طے نہیں کر سکتے مگر قرآن کریم نے جو کھلی علامتیں بیان کی ہیں وہ بغیر تعلیم کے ہر کس و ناکس معلوم کر سکتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ "انما المومنون اخوة" (الحجرات:۱۱)، مومن بھائی بھائی ہوتے ہیں اور بھائی بھائی کی تعریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ ایسے بھائی ہوتے ہیں جیسے ایک بدن ہو اگر پاؤں کی انگلی کے کنارے پر بھی کوئی تکلیف پہنچے تو سارا بدن بے قرار ہو جاتا ہے۔ یہ روح اسلام ہے۔ کیا یہ روح آج موجود ہے؟ سائل نے کہا یہی تو میں بھی سوال کرنا چاہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا آپ یہ سوال نہیں کر رہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ سب مسلمان ہیں۔ میں کہتا ہوں قرآن کی رو سے آپ دیکھیں تو مسلمان نہیں رہتے۔ یہی تو جھگڑا ہے۔ اسلام تقویٰ کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ واقعہ یہ ہے کہ تقویٰ کے بغیر اسلام ایسے ہی ہے جیسے مٹی کا مادھو بنا دیں اور کہیں آدمی بن گیا۔ شکل و صورت میں آدمی ہو سکتا ہے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت ہم شکل و صورت میں اور عقائد کے لحاظ سے مسلمان دکھائی دیتے ہیں مگر قرآن نے ان انسانوں کی جو تعریف بیان فرمائی جس کی تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی وہ عالم اسلام سے مفقود دکھائی دیتی ہے۔ یہ درست ہے یا غلط ہے۔ سائل نے پھر اس میں الجھاؤ پیدا کرنے کی کوشش کی مگر حضور نے فرمایا آپ خود بھی تو تقویٰ سے کام لیں۔ جس تقویٰ کی بحث ہو رہی ہے اس کو کیوں چھوڑتے ہیں۔ آپ صاف بتائیں کہ میرا یہ بیان درست ہے یا غلط ہے کہ "انما المومنون اخوة" کہ مومن اس طرح آپس میں بھائی بھائی ہوتے ہیں جیسے ایک بدن ہو۔ اگر ایک انگلی کو بھی تکلیف پہنچے تو سارا بدن لرزہ میں آ جاتا ہے۔ یہ تعریف آج مسلمان پر صادق آ رہی ہے یا نہیں۔ سائل بے اختیار بول اٹھے کہ مسلمانوں کو تو ایک دوسرے کا خیال ہی نہیں ہے۔ ہم مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہی نہیں ہیں۔ حضور نے فرمایا یہی تو میں کہہ رہا ہوں۔ سائل کہنے لگے یہی تو مسئلہ ہے۔ حضور نے فرمایا اسی مسئلے کو تو میں آپ کو سمجھا رہا ہوں۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

جرمنی سے پاکستان یا کسی بھی ملک کے ہوائی سفر کے لئے

ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں

ماہ دسمبر میں پی۔ آئی۔ اے۔ یا کسی بھی دوسری ائر لائن سے پاکستان کے سفر کے لئے ابھی سے اپنی نشست بک کروا لیں۔ ارادہ بدلنے پر Cancellation چارجز نہیں لئے جائیں گے۔

Irfan Khan,
Goldwing Trade & Travel Frankfurt
Tel: 069 - 567262, Fax: 069 - 5601245

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ - محمود احمد ملک)

★★حضرت سیدہ صالحہ بیگم صاحبہؓ (بنت حضرت پیر منظور احمد صاحبؓ، موجد قاعدہ یسرنا القرآن) حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی اہلیہ تھیں۔ آپؓ صاحب رؤیا و کشوف تھیں۔ آپکا نکاح ۷ سال کی عمر میں حضرت مسیح موعودؑ کے ایک خواب کی بناء پر ہوا۔ بچپن میں آپکی تربیت حضرت اقدسؑ کے زیر سایہ ہوئی پھر حضرت خلیفہ اولؓ کی زیر تربیت رہیں۔ آپؓ ہی کو قرآن کریم پڑھانے کے لئے آپکے والد محترم نے "یسرنا القرآن" تصنیف کیا تھا۔ آپ عربی خوب جانتی تھیں، حدیث پر عبور حاصل تھا اور فارسی پر بھی دسترس حاصل تھی، مولوی فاضل کے امتحان میں پنجاب بھر میں اول آئیں۔ آپکی ساری زندگی احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت پر صرف ہوئی۔ لجنہ کے قیام کے بعد سیدنا مصلح موعودؓ کے ارشاد پر مستورات کی تربیت کے لئے چار درسگاہیں قائم کی گئیں جن میں سے ایک آپکے گھر میں تھی۔ سینکڑوں بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دی۔ آپ عالم باعمل تھیں۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر اور دارالشیوخ کے نگران اعلیٰ بھی تھے جس کا کام بیواؤں اور یتیموں کی خبرگیری تھی۔ حضرت سیدہ صالحہ بیگم صاحبہؓ نے بےشمار یتیم بچوں کو ماں کا پیار دیا، اکثر بچے آپ کو امی جان ہی کہا کرتے۔ جب یہ بچے بڑے ہوکر چلے جاتے تو انکی جگہ اور بچے آجاتے اور یہ سلسلہ جاری رہتا۔ ۴۵ء سے ۵۲ء تک آپ نائب صدر لجنہ اماء اللہ رہیں اور ۴۲ء سے ۵۲ء تک مسلسل ناظمہ جلسہ سالانہ رہیں۔ آپکا ذکر خیر روزنامہ "الفضل" ربوہ کے متعدد شماروں (۶، ۱۸ و ۲۳ ستمبر) میں محترمہ ستارہ مظفر صاحبہ کی تصنیف کے حوالہ سے طبع ہوا ہے۔

★★پاکستان میں امسال بھی ۶ ستمبر کو یوم دفاع منایا گیا اور ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات نے قوم کے ان سپوتوں کو خراج عقیدت پیش کیا جنہوں ملکی دفاع میں شاندار کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔ چنانچہ اس سال کے اخبارات کے ایسے تراشوں کو جن میں احمدی نوجوانوں نے اعزازی خدمت کی توفیق پائی، محترم خلیل احمد قمر صاحب نے یکجا صورت میں "الفضل" ۹ ستمبر میں پیش کیا ہے۔ ان احمدی سپوتوں میں جنرل اختر حسین ملک، جنرل افتخار جنجوعہ شہید، میجر جنرل ناصر احمد اور جنرل ڈاکٹر محمودالحسن شامل ہیں۔ جبکہ بعض مضمون نگاروں نے نام لئے بغیر احمدی جوانوں کی جرأت و بہادری اور حربی صلاحیتوں کو سراہا ہے۔

★★اسی شمارہ میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق ربوہ کے نواح میں دارالیمن کے شرقی سمت بنایا جانے والا بند دریائے چناب کے سیلاب کے تازہ ریلے سے بہہ گیا۔ یہ ریلا ۵ و ۶ ستمبر کی رات کو آیا جب پانی کی مقدار ساڑھے ۴ لاکھ کیوسک تھی۔ اب پانی حفاظتی لائن کے بند پر رکا ہوا ہے۔ کئی ٹرک اور بلڈوزر کام کر رہے ہیں اور ۵۰ سے زائد خدام ہروقت ڈیوٹی پر موجود رہتے ہیں۔

★★ایک اور خبر کے مطابق گلشن احمد نرسری نے اپنی ایک شاخ دارالبرکات میں قائم کی ہے۔

★★محترم ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب جو حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب مرحوم "خالد احمدیت" کے داماد تھے ، ۷ اگست کو لاہور میں وفات پاگئے اور انکی غائبانہ نماز جنازہ حضور انور نے لندن میں پڑھائی۔ مرحوم زمانہ طالبعلمی سے ہی نظام وصیت میں شامل تھے۔ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ آپکے ۱۱ بچوں میں سے ۹ بچے ڈاکٹر ایک انجینئر (محترم عبدالسمیع بصیر صاحب آف لندن، روٹی پلانٹ والے) اور ایک کمپیوٹر پروگرامر ہیں۔ آپکا مختصر ذکر خیر آپکے بیٹے محترم ڈاکٹر عبدالرفیق صاحب نے "الفضل" ربوہ ۱۲ ستمبر میں کیا ہے۔

★★اسی شمارے میں اطفال الاحمدیہ پاکستان کی دوسری سالانہ علمی ریلی کی رپورٹ شائع ہوئی ہے جو ۲۴ تا ۲۶ اگست ربوہ میں منعقد ہوئی۔ ریلی میں ۷ مقابلہ جات کروائے گئے جن میں ۱۳ علاقائی مجالس کے ۲۴۰ اطفال شریک ہوئے۔ اسکے نگران اعلیٰ محترم محمود احمد شاہ صاحب مہتمم اطفال تھے۔

★★محترم ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب سابق امیر ضلع نواب شاہ شہید احمدیت کے اوصاف حمیدہ کا مختصر تذکرہ "الفضل" ربوہ ۱۴ ستمبر میں محترم انور ندیم علوی صاحب نے کیا ہے۔ آپکے چھوٹے بھائی محترم ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب بھی قاضی احمد میں احمدیت پر قربان ہوگئے تھے۔ ایک مرتبہ آپکے علاقہ کے ایک احمدی نے دعوت الی اللہ میں سستی کے بارے میں اپنی مایوسی اور بےبسی کا اظہار حضور انور کی خدمت میں اپنے خط میں کیا تو حضور ایدہ اللہ نے فرمایا "ڈاکٹر عبدالقدوس کے بارے میں میں حسن ظن رکھتا ہوں" پیارے امام کی طرف سے آپکے لئے یہ ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔

★★روزنامہ "الفضل" ۱۶ ستمبر کی ایک خبر کے مطابق ۲۲ و ۲۳ اگست کو آل ربوہ تیراکی کے مقابلہ جات سوئمنگ پول میں کروائے گئے جن میں ۳۰ اطفال، ۲۵ خدام اور ۴ انصار نے شرکت کی۔

★★حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو اگرچہ حکومت برطانیہ نے "خان بہادر" کے خطاب سے نوازا تھا لیکن آپ یہ خطاب دوسروں کی طرح اپنے نام میں استعمال نہ فرماتے۔ ایک انگریز کے استفسار پر آپ نے جواب دیا "یہ خطاب مجھے سرکار سے ملا ہے اور مرزا صاحب کا لقب باپ دادا سے ملا ہے۔ خان بہادر کا خطاب مشروط ہے اور مرزا صاحب کا خطاب غیر مشروط۔ اس لئے میں وہی خطاب عموماً اپنے نام کے ساتھ لکھتا ہوں جو ہر حال میں میرے نام کے ساتھ رہا اور رہے گا۔" آپکی تصانیف کی تعداد ایک اندازہ کے مطابق ۸۰ ہے جبکہ آپکی زندگی میں کوئی ایسا نامور علمی و ادبی رسالہ نہ تھا جس میں آپکے مضامین شائع نہ ہوئے ہوں۔ آپ نے قوت تحریر اور زور قلم ورثہ میں پایا تھا۔ کئی دانشوروں سے آپکے قریبی تعلقات تھے چنانچہ آپ نے اپنی تصنیف "فن شاعری" کو اکبر الہ آبادی اور "فنون لطیفہ" کو علامہ اقبال کے نام سے منسوب کیا۔ آپکی وفات ۲ جولائی ۳۱ء میں ۸۰ سال کی عمر میں ہوئی اور اسی روز حضرت مصلح موعودؓ نے آپکی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپکے بارے میں محترم بشیر احمد زاہد صاحب کے مضمون کی دوسری قسط ماہنامہ "انصاراللہ" اگست ۹۵ء میں شائع ہوئی ہے۔

★★اسی شمارہ میں محترم عبدالقدیر صاحب کا مضمون "قیام پاکستان کے لئے جماعت احمدیہ کی بےلوث خدمات" بھی شامل اشاعت ہے۔ جماعت احمدیہ واحد مذہبی جماعت تھی جو برصغیر کے مسلمانوں کے تحفظ اور بقاء کے لئے سرگرم عمل رہی اور حضرت مصلح موعودؓ کے مضامین اور تقاریر نے مسلمانان ہند کی وہ راہ متعین کی جس پر چل کر مسلمانوں کو ایک آزاد اسلامی مملکت کے قیام کی توفیق ملی۔

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ ابوالمنیر ور چوہدری)

نوبل پرائز کے حق دار سائنس دان

(سٹاک ہوم) : سال ۱۹۹۵ء کا فزکس کا نوبل انعام دو امریکی سائنس دانوں کے حصے میں آیا۔ ان میں سے ایک Fredrick Reines ہے جو یونورسٹی آف کیلی فورنیا کے ساتھ منسلک ہیں۔ یہ ۱۹۱۸ء میں نیو جرسی میں پیدا ہوئے۔ ان کی دریافت نیوٹرینو (Neautrino) ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ اس ذرے کا نہ کوئی وزن ہے اور نہ ہی اس پر منفی یا مثبت چارج ہے۔ اس قسم کے نیوٹرینو بے شمار تعداد میں دور Galaxy میں ہونے والے دھماکے میں دیکھے گئے ہیں۔ نیوٹرینو، ستاروں میں بڑی تعداد میں بنتے ہیں اور یہ ہر چیز میں سے بغیر کسی رکاوٹ کے ایسے گزر جاتے ہیں جیسا کہ اس چیز کا کوئی وجود ہی نہیں۔

دوسرے سائنس دان مارٹن پرل (Martin Pearl) ہیں جو ۱۹۲۷ء میں نیویارک میں پیدا ہوئے اور اب Stanford یونیورسٹی سے وابستہ ہیں۔ انہوں نے ایک ذرے کی دریافت کی جو صرف ۱/۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ سیکنڈ تک رہتا ہے جس کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے۔

کیا عجب تونے ہر اک ذرے میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

کیمسٹری میں تین سائنس دان نوبل انعام کے حق دار قرار پائے اور وہ بھی ایک ملین ڈالر کو برابر تقسیم کریں گے۔ ان تینوں نے اوزون گیس پر کام کیا ہے۔ یاد رہے کہ خلا میں Ozone Layer کی وجہ سے مضر الٹرا وائٹ شعاعیں ہم تک نہیں پہنچ پاتیں۔

برطانوی سائنس دان Joseph Rotblat کو اینٹی نیوکلیئر مہم میں شاندار کام کرنے کی وجہ سے نوبل انعام کا حق دار قرار دیا گیا۔ عرصہ بیس سال کے بعد یہ پہلا برطانوی سائنس دان ہے جو نوبل انعام کا حق دار قرار دیا گیا۔ پولش نژاد جوزف برطانوی شہریت کا حامل ہے۔

☆

مانع حمل گولیوں کے بارہ میں نئی تحقیق

(برطانیہ) : برطانیہ میں تقریباً ۳ ملین عورتیں مانع حمل گولیاں استعمال کرتی ہیں اگرچہ اس کے نتیجے میں خون کا لوتھڑا پیدا ہونے اور چھاتی کے کینسر کا امکان ہوتا ہے۔ پھر بھی ان عورتوں نے حمل سے بچنے کا یہی طریق اختیار کیا ہوا ہے۔ ان میں سے نصف تعداد یعنی ڈیڑھ ملین عورتیں سات مشہور برانڈ کی گولیاں استعمال کرتی ہیں جو ۱۹۸۰ء میں بازار میں آئیں اور جن کے متعلق ڈاکٹروں کی حتمی رائے یہ تھی کہ وہ ادویہ انتہائی غیر مضر ہیں اور صحت کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتیں۔ یہ گولیاں اپنے اندر Gestodene یا Desogest-rel رکھتی ہیں۔ مگر اب ایک کمیٹی جس کا کام ادویہ کے مضر اثرات سے آگاہ کرنا ہے اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ان سات برانڈ کو استعمال کرنے والی عورتوں کو دوسری قسم کی پلز استعمال کرنے والی عورتوں سے دگنا نقصان لاحق ہے اور ان کے جسموں میں خون کا لوتھڑا پیدا ہونے کے دگنے مواقع ہیں۔

اس کمیٹی نے ان سات اقسام کے نام اور ان کے مضر اثرات کی تفصیل ملک بھر کے ڈاکٹروں اور دواخانوں کو بھجوا دی ہیں۔

بتایا گیا ہے کہ خون کا لوتھڑا اکثر ٹانگ میں بنتا ہے اور پھر پھیپھڑوں کی طرف منتقل ہوتا ہے جہاں وہ مہلک ثابت ہوتا ہے۔

ایک اندازے کے مطابق ایک لاکھ ایسی عورتوں میں جو یہ ادویہ استعمال کرتی ہیں ۳۱ کو یہ بیماری لاحق ہو چکی ہے جبکہ دوسری قسم کے پلز استعمال کرنے والیوں کی تعداد جن کو یہ بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں ۱۵ فی لاکھ ہے۔ حمل کے دوران یہ خطرہ ۶۰ فی لاکھ تک بڑھ جاتا ہے جبکہ تندرست عورتیں جو مانع حمل ٹکیاں استعمال نہیں کرتیں ان کو ایسی بیماری لاحق ہونے کے مواقع ۵ فی لاکھ ہیں۔

ادھر پلز تیار کرنے والی ان سات کمپنیوں نے کہا ہے کہ کمیٹی نے جلد بازی سے کام لیا ہے اور اعداد و شمار شائع ہونے سے پہلے ہی ایسا بیان دے دیا ہے جس سے عورتوں میں تشویش لازمی ہے۔ ان کے بیان کے مطابق ۱۹۸۷ء سے لے کر تین سو ملین مانع حمل گولیاں ۲۷ ممالک میں استعمال کی گئیں۔

☆

Kenssy
Fried
Chicken
TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

مکتوب آسٹریلیا — دلچسپ خبریں

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

زبان اپنی اپنی مزا اپنا اپنا

خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کا ملکہ بھی خدا کی نعمت ہے۔ جتنا جتنا کوئی زبان قال و حال سے خدا کی نعمتوں کی قدر کرتا ہے اتنا اتنا ہی وہ ترقی کرتی ہیں۔ اور جتنا جتنا کوئی ناشکری و ناقدری سے انہیں بے کار چھوڑ دیتا ہے۔ اتنا اتنا ہی وہ ضائع ہوتی چلی جاتی ہے جیسے فرمایا:

"اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب تمہارے رب نے (انبیاء کے ذریعہ) اعلان کیا تھا کہ (اے لوگو!) اگر تم شکر گزار بنے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو (یاد رکھو) میرا عذاب یقیناً سخت (ہوا کرتا) ہے"۔

(سورہ ابراہیم ۸:۱۴)

لہذا چکھنے کی قوت بھی اللہ کی نعمت ہے۔ ایک ہی غذا کئی لوگ کھا رہے ہوتے ہیں لیکن مزہ اپنا اپنا ہوتا ہے۔

لیکن اب سائنس دانوں نے تجربات سے معلوم کیا ہے کہ ہر زبان میں چکھنے کی استعداد بھی مختلف ہوتی ہے۔ Yale یونیورسٹی سکول آف میڈیسن کی پروفیسر لنڈا کہتی ہیں کہ زبانوں کی موٹی موٹی تین قسمیں ہیں، ایک Non Taster نہ چکھنے والی۔ دوسری اوسط چکھنے والی اور تیسری اعلیٰ چکھنے والی۔ یہ تقسیم انہوں نے اس بناء پر کی ہے کہ ہر زبان پر چکھنے والے شگوفوں کی تعداد مختلف ہوتی ہے۔ جنہیں وہ Taste Buds کہتی ہیں۔ انہوں نے یہ تجربات دو کیمیائی مرکبات کو زبانوں پر رکھ کر کئے۔ جن کی زبانوں پر چکھنے والے شگوفے تھوڑے تھے ان کا مزا ان کے مقابلہ میں بہت کم تھا جن کی زبانوں پر Buds زیادہ تعداد میں تھے۔ ڈاکٹر صاحبہ حیران رہ گئیں کہ زبانوں کے Buds کی تعداد اور ان کے چکھنے کی استعداد میں بہت زیادہ فرق تھا۔ مثلاً ایک نوجوان کی زبان پر ایک مربع سنٹی میٹر پر صرف ۱۱ چکھنے والے شگوفے تھے جبکہ ایک اور آدمی کی زبان پر اس کے بالمقابل اتنی جگہ پر ہی ۱۱۰۰ یعنی اس سے سو گنا تھے۔ ان تجربات سے یہ بھی پتہ چلا کہ مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کے چکھنے کی صلاحیت بہتر ہوتی ہے (شاید صدیوں سے باورچی خانہ میں کھانا چکھتے چکھتے ان کی استعداد ترقی کر گئی ہے)۔ بہرحال ان کے تجربات تو یہی کہتے ہیں کہ زبان اپنی اپنی مزا اپنا اپنا۔

بنی اسرائیل کے گم شدہ قبائل کی تلاش

اسرائیل کے ایک ربائی (Rabbi Eliyahu Avichail) نے ایک تحریک شروع کی ہے جس کا نام Amishav ہے (یعنی میرے لوگ واپس لوٹتے ہیں) اور مقصد یہ ہے کہ دنیا بھر میں بکھرے ہوئے دس یہودی قبائل کا کھوج لگایا جائے۔ اس سلسلہ میں وہ دنیا بھر کا دورہ کر رہے ہیں اور آج کل آسٹریلیا آئے ہوئے ہیں۔ وہ اس سلسلہ میں باوجود ذاتی خطرہ کے پاکستان اور افغانستان بھی جا چکے ہیں۔ ان کے نزدیک اسرائیلی قبائل کا کھوئے رہنا ان کے اپنے وجود کے کھو جانے سے زیادہ خطرات کا حامل ہے۔ وہ کہتے ہیں:

Lost tribes and the marranos (groups who renounced Judaism during the Spanish Inquisition) are believed to be scattered through North Africa, Kashmir, The Caucasus, Spain, Portugal, South America, The Indian Sub-continent and Palestine."

(S. M. Herald, 4.9.95)

یعنی گم شدہ قبائل کے متعلق یقین کیا جاتا ہے کہ وہ شمالی افریقہ، کشمیر، کاکیشیا (یعنی صاف رنگ کی نسلیں جو یورپ، شمالی افریقہ، جنوب مغربی ایشیا اور برصغیر ہند میں آباد ہیں) سپین، پرتگال، جنوبی امریکہ، برصغیر ہند و پاک اور فلسطین میں بکھرے پڑے ہیں۔ ربائی صاحب اس وقت کے لئے چشم براہ ہیں جب یہودی روایات کے مطابق حضرت مسیح آئیں گے اور اسرائیلی گھرانہ کے ۳۰ ملین (۳ کروڑ) افراد کو اسرائیل میں جمع کریں گے۔ اسرائیلی حکومت کے ایک متنازعہ قانون کے تحت یہودی مذہب پر قائم اسرائیلی بلکہ ان کے پوتے بھی اسرائیل میں پورے شہری حقوق کے ساتھ آباد ہو سکتے ہیں۔ لیکن اسرائیل کی اپنی آبادی صرف پانچ ملین ہے اور وہ مزید یہودیوں کو وہاں بسانے میں لیت و لعل کرتی ہے۔ چنانچہ گزشتہ سال ۵۷ آباد کار شمال مشرقی ہندوستان سے اسرائیل پہنچے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ "بنی مناش" (Beni Menasche) ہیں جو بائبل کے گم شدہ قبیلہ Manasseh کی نسل میں سے ہیں۔ اسرائیلی کہتے ہیں اگر ہم نے یہ دروازہ کھول دیا تو تیسری دنیا کے سینکڑوں ملین افراد غربت سے بچنے کے لئے یہاں بھاگے آئیں گے اور انسانوں کی یلغار اسرائیل کو لے ڈوبے گی۔

☆

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
9th November 1995 - 16th November 1995

Friday 3rd November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith
12.00	M.T.A Variety: Nasiratul Ahmadiyya Sports day, Rabwah
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 36, Part 2
1.00	MTA News
1.30	Friday Sermon, Live
2.40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4.55	Tomorrow's Programme

Saturday 4th October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Bosian Desk: Question Answer Session with Bosnians & Albanian 16-9-95 Germany, Part 1
1.30	MTA News
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.
3.05	Nazm
3.10	M.T.A Variety:
3.40	LIQAA MA'AL ARAB
4.40	Qaseedah
4.50	Tomorrow's Programme

Sunday 5th October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: A letter from London
12.30	Bosnia Desk: Question Answer Session with Bosnians and Albanian. 16.9.95 Germany. Part 2 (final)
1.00	MTA News
1.30	Children's Corner - Lets learn Salat No. 10
2.00	Mulaqat with Huzoor. English
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety. Sports
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Nazm & Tomorrow's Prog.

Monday 6th November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	Eurofile.
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 37, Part 1
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe.
2.00	Natural Cure- Homeopathy lesson No. 120
3.05	Dil bar mera yehi hai, by Ch. Hadi Ali Sahib
3.30	M.T.A Variety: Quiz programme Hijri Shamsi, "Nobowat"
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Nazm and Tomorrow's Programme

Tuesday 7th November

11.30	Tilawat
11.45	Seerat-ul- Nabi (SAW)
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 37 Part 2
1.00	MTA News
1.30	M.T.A Lifestyle. Cooking Lesson Al Maidah.
2.00	"Natural Cure" - Homoeopathy Lesson 121
3.05	M.T.A. Variety: M.T.A Variety: Seerat Of Sahabah Rasool s.a.w., "Hadhrat Musa'ab bin Omar
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes & Nazm

Wednesday 8th November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Hadith
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 38 Part 1
1.00	MTA News
1.30	M.T.A Lifestyle. Sewing Class. Perahan.
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran 92
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety - Islamic Adaab by Imam Ata-ul-Mujeeb Rashid Sb. No.3
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Thursday 9th November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Mulfoozat
12.00	Medical Matters - With Dr. Mujeeb-Ul-Haq Khan Sb.
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 38 Part 2
1.00	M.T.A News
1.30	Around the Globe
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 93
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety: Quiz programme from Nusra Jehan Academy.
3.30	"Children Corner" - Yassarhal Quran No. 8
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Friday 10th October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith
12.00	M.T.A Variety: quiz programme Khuddam Rabwah vs. Karachi.
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 39, Part 1
1.00	MTA News
1.30	Friday Sermon, Live
2.40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huznor (Urdu).
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4.55	Tomorrow's Programmes

Saturday 11th October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Bosian Desk: Question Answer Session with Bosnians . 18/9/95, Gottingen, Germany. Part 1
1.30	MTA News
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.
3.05	Nazm
3.10	M.T.A Variety: Industrial Exhibition, Rabwah Pakistan.
3.40	LIQAA MA'AL ARAB
4.40	Qaseedah
4.50	Tomorrow's Programmes

Sunday 12th October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: A Letter from London
12.30	Bosnia Desk: Question Answer Session with Bosnians. 18/9/95, Gottingen, Germany. Part 2 (final)
1.00	MTA News
1.30	Children's Corner - Lets learn Salat No. 11
2.00	Mulaqat with Huzoor. English
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Sports
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Nazm & Tomorrow's programmes.

Monday 13th October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 39, Part 2
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe:
2.00	Natural Cure- Homeopathy lesson No. 122
3.05	Dil bar mera yehi hai, by Chaudhry Hadi Ali Sahib
3.30	M.T.A Variety: Tarbiyyat our Dawat e Ilallah Ka Zareeah.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Nazm and Tomorrow's Programmes

Tuesday 14th October

11.30	Tilawat
11.45	Seerat-ul- Nabi (SAW)
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 40 Part 1
1.00	MTA News
1.30	M.T.A Lifestyle. Cooking Lesson Al Maidah.
2.00	"Natural Cure" - Homoeopathy Lesson 123
3.05	M.T.A. Variety: Seerat Hadhrat Sahabah Masih e Maud, Seth Ismail Adam Sb.
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes & Nazm

Wednesday 15th November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Hadith
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 40 Part 2
1.00	MTA News
1.30	M.T.A Lifestyle. Sewing Class. Perahan.
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran 94.
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety - Islamic Adaab by Imam Ata-ul-Mujeeb Rashid Sb. No.4
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Thursday 16th November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Mulfoozat
12.00	Medical Matters - With Dr. Mujeeb-Ul-Haq Khan Sb.
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 41 Part 1
1.00	M.T.A News
1.30	Around the Globe
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 95.
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety: Bait Bazi, Lajna Rabwah.
3.30	"Children Corner" - Yassarhal Quran No. 9
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Programmes or their timings may change without prior notice. We welcome viewers' comments about the quality of translation of the programmes. "Learning languages with Hazoor".

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 2 Friday, November 3, 1995 No. 44

شذرات

(م-ا-ح)

ہمیں یہ جان کر دلی خوشی ہوتی ہے کہ ہم سے اختلاف کے باوجود بعض شریف النفس غیراز جماعت اصحاب "الفضل" کا مطالعہ فرماتے ہیں۔ اس بات کا علم ہمیں ان استفسارات اور شکایات سے ہوتا ہے جو ان میں سے بعض گاہے ماہے ہمیں بھجواتے ہیں۔ چند دن ہوئے ایسے ہی ایک کرمفرمانے اوسلو (ناروے) سے ہمیں اپنے مکتوب میں توجہ دلائی ہے کہ ہماری کچھ سابقہ تحریروں میں بالخصوص چند معروف خبیث الطبع لوگوں کا ذکر کرتے وقت ہمارا لب ولہجہ ضرورت سے زیادہ تند وتلخ ہو گیا ہے اور ہمارے نامہ نگار (جو بقول خود کسی مقامی انٹرنیشنل ختم نبوت مشن میں آتے جاتے ہیں) کے الفاظ میں ہمارا انداز جارحانہ ہے اور یہ جماعت احمدیہ کے گزشتہ ایک سو سالہ اسلوب سے مطابقت نہیں رکھتا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم مدافعت اور عذر خواہی پر مداومت کریں۔

ہم ان صاحب کی توجہ کے لئے بے حد شکر گزار ہیں اور اس ضمن میں کچھ عرض کرنے سے پہلے اس بات سے خداتعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ہمارا شمار جاہلوں میں ہو۔ چونکہ انہوں نے گزشتہ سو سال میں ہمارے کردار کا حوالہ دیا ہے اس لئے ہم بھی اسی دس اوپر سو سال کے عرصہ میں معاندین احمدیت کے رویے کو یاد کرتے ہیں اور اس کا خیال آتے ہی ہماری آنکھیں بھیگ جاتی ہیں اور بدن کانپنے لگتا ہے۔ آخر ہم بھی انسان ہیں اور انسانوں کی طرح کمزور ہیں۔ اس پوری صدی میں وہ کون سی گالی تھی جو ہمارے امام ہمام بانی سلسلہ احمدیہؑ کو نہیں دی گئی۔ وہ کون سا فحش تھا جو بکا نہیں گیا۔ ہماری جان سے پیارے ہمارے مرزا صاحبؑ، ان کے واجب الاحترام جانشینوں خلفائے احمدیت، جماعت کے اکابر اور ان سب کے خاندانوں کو خواتین مقدسہ کا نام لے لے کر انہوں نے اپنی کتابوں، اشتہاروں، تقریروں اور خطوط میں سب وشتم کیا، ان کے اسمائے گرامی کو توڑ مروڑ کر اس سفلی مذاق سے محظوظ ہوتے رہے۔ گندے الزام ایجاد کئے اور بے سروپا داستانیں بنیں۔ اس غلاظت کے انبار کا اس بات سے اندازہ کرلیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی صرف ڈاک سے موصول ہونے والے خطوں کی مقدار ہی اتنی تھی جس سے دو بوریاں بھر گئی تھیں اور حضرت نے ان کے منہ باندھ کر گھر کے ایک کونے میں پھکوا دیا تھا۔ ان میں وہ خطوط بھی تھے جو بیرنگ (بلا ٹکٹ) کے بھیجے گئے تھے اور جنہیں حسن ظنی کی بناء پر حضور نے محصول ڈاک ادا کر کے وصول کیا تھا۔ ہم نے تو کبھی اپنی کسی تحریر میں ان میں سے کسی کا نام نہیں بگاڑا، کوئی گالی نہیں دی۔ فحش کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کبھی ان کی ذات اور نجی زندگی کو نہیں کریدا۔ ان کے درون در معاملوں اور بدنام زمانہ سکینڈلوں کی جزئیات سے باخبر ہونے کے باوجود کبھی روانی تحریر میں ان کی طرف گریز نہیں کیا۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہ تھا کہ ہمیں بات کہنے کا ڈھنگ نہیں آتا یا ہم گونگے بہرے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنی جان کا سودا ایک شخص کے ساتھ کیا تھا۔ ادھر اس بیع کو پکا کرنے کے لئے ہم نے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ادھر اس نے ہمیں ہتھکڑی پہنا دی۔ ہم نے اقرار اطاعت کے لئے زبان کھولی، اس نے زبان پر تالہ لگا دیا۔ فرمایا:

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

یہ ہے مجبوری جس کے باعث ہم ان گندہ دہن غلاظت پسند دشمنوں کی بدزبانی کا انہی کی زبان میں جواب نہیں دے سکتے۔ ہمیں اپنی اس بشری کمزوری کا اعتراف ہے کہ اپنی محبوب شخصیتوں کے بارے میں ان بدبختوں کی گالیاں سن کر ہمارے تن بدن سے دھواں اٹھنے لگتا ہے اور اگر ان کے دشنام کا ایک لفظ بھی ہم ان کو تحریراً لوٹا دیں تو الفضل کے ورق جل اٹھیں۔ بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بنیادی ہدایت سے ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی وہ تلقین سوا ہے جو حضور انور اپنے ہر خطاب میں صبر اور در گزر کے سلسلہ میں فرماتے ہیں اور ہم سرنگوں ہو کر اقرار کرتے ہیں کہ "ہاں مولیٰ۔ ایسا ہی ہوگا"۔

یہ بات سب پر واضح رہے کہ قرآن مجید نے مظلوم کو سخت الفاظ میں احتجاج کرنے کی اجازت دی ہے۔ ارشاد ہے:

"لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم" (۴:۱۴۹)

اسی طرح ان ظالموں سے دو دو ہاتھ کرتے وقت "ولیجدوا فیکم غلظة" (۹:۱۲۳) کا سبق بھی ہمیں یاد ہے (یعنی ایسا وار کر جس کی سختی انہیں بھی محسوس ہو) اس لئے اگر ہمارے مہربانوں کو ہماری فریاد کی لے میں کچھ تیزی یا تلخی محسوس ہوئی ہے تو وہ ہمیں اس کے لئے معذور جانیں کہ یہ زخم اور چرکے ایک صدی پر محیط ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ جب بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دہلیز پر ان مولویوں کی طرف سے یہ گند ڈھیر کیا جا رہا تھا تو حضور اقدسؑ نے اپنی کمزوری کے اس زمانے میں انہیں اس کی رسید لکھ کر دے دی تھی۔ جس کی عبارت کچھ اس طرح پر تھی:

یہ گماں مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا ادھار

اب خداتعالیٰ کے فضل سے مسیح پاک کے غلام اس قابل ہوئے ہیں کہ وہ اس قرض کی ایک ایک کوڑی چکا دیں۔ ان سے پوچھنا صرف یہ ہے کہ وہ کس کرنسی میں وصولی پسند فرمائیں گے۔ امید ہے ہمارا (یا کم از کم راقم الحروف) کا موقف واضح ہو گیا ہوگا۔ وماتوفیقنا الا باللہ العلی العظیم۔

سکھیکی میں چار احمدی مسلمانوں پر مقدمہ

(پریس ڈیسک): پاکستان سے آمدہ اطلاعات کے مطابق سکھیکی ضلع حافظ آباد میں مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۹۵ء کو چار احمدی مسلمانوں کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ درج کیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق ایک معاند احمدیت ولی محمد ولد حاجی شاہ محمد قوم جٹ نے پولیس میں درخواست دی کہ جماعت احمدیہ کے مربی سجاد احمد صاحب مقیم سکھیکی ان کی دکان پر آیا اور انہیں تبلیغ شروع کر دی۔ ان کے ساتھ قمراللہ شاہین ولد محمد حنیف، محمد یعقوب ولد خلیل احمد اور محمد جمیل ولد خلیل احمد تھے جو سب جماعت احمدیہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ چونکہ احمدیوں کو پاکستان میں تبلیغ کی اجازت نہیں اس لئے ان کے خلاف مقدمہ درج کر کے قانونی کاروائی عمل میں لائی جائے۔ چنانچہ پولیس نے چاروں احمدی مسلمانوں کے خلاف مقدمہ درج کر لیا۔

رجسٹر پیدائش میں اندراج پر مقدمہ

(پریس ڈیسک): خوشاب سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم اعجاز حسین جوئیہ کے خلاف مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۹۵ء کو تھانہ خوشاب میں زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق ایک مخالف سلسلہ مظہرالحق ولد نذر محمد نے پولیس میں درخواست دائر کی کہ احمدی مذکور نے اپنے بچے کی پیدائش کے موقع پر رجسٹر اندراج پیدائش میں مذہب کے خانہ میں "مسلمان" کا لفظ درج کیا ہے۔ اس طرح اینٹی احمدیہ قوانین کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ لہذا اعجاز حسین جوئیہ کے خلاف مقدمہ درج کر کے قانونی کاروائی کی جائے۔

پولیس نے اس درخواست پر احمدی مسلمان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے پاکستانی بھائیوں کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ظالموں کے ہر ظلم سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ تنزانیہ (مشرقی افریقہ) کے ستائیسویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

دارالسلام (نمائندہ الفضل): مورخہ ۳۰ ستمبر و یکم اکتوبر کو جماعت ہائے احمدیہ تنزانیہ کا ۲۷واں جلسہ سالانہ دارالسلام میں منعقد ہوا۔ اس غرض سے مشن ہاؤس کے قریب ہی ایک سکول کی عمارت کرایہ پر لی گئی تھی جس میں مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ جلسہ گاہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ باوجود غربت اور مہنگائی کے دور دراز کے علاقوں سے سفر کی انتہائی مشکلات برداشت کر کے کثیر تعداد میں مردوں، عورتوں اور بچوں نے اس جلسہ میں شمولیت اختیار کی۔ خداتعالیٰ کے فضل سے امسال گزشتہ تمام جلسوں سے زیادہ حاضری رہی۔ نو احمدیوں کی ایک کثیر تعداد بھی اس جلسہ میں شامل ہوئی۔ جلسہ کے اختتامی اجلاس میں تنزانیہ کے وزیر تعلیم جناب پروفیسر Philemon Sarungi نے بھی شرکت کی اور حاضرین سے اپنے خطاب کے دوران جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا اور کہا کہ جیسے جماعت احمدیہ مغربی افریقہ میں تعلیمی میدان میں خدمت کر رہی ہے یہاں بھی سکولز وغیرہ کے اجراء کے ذریعہ تعلیمی میدان میں ملک و قوم کی خدمت کے لئے آگے آئے۔ اس موقعہ پر مکرم وسیم احمد صاحب چیمہ، امیر و مشنری انچارج تنزانیہ نے جناب وزیر تعلیم کو کتاب A Man of God اور دیگر جماعتی کتب تحفۃً پیش کیں۔ خداتعالیٰ کے فضل سے یہ جلسہ اپنی تمام نیک روایات کے ساتھ روح پرور روحانی ماحول میں بخیر وخوبی منعقد ہوا۔

بیدار مغزی تبلیغ یا جہاد کا ایک ایسا لازمی جزو ہے جس کو ہم نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دور میں ہمیشہ صف اول میں پایا

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد